سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات2016

جمعتہ المبارک،یکم اپریل2016
(یوم الجمع،22۔ جمادی الثانی1437ھ)

سولھویں اسمبلی: بیسواں اجلاس

جلد 20:شمارہ 3

95

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، یکم اپریل 2016

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات خزانہ، محنت وانسانی وسائل اور آبکاری ومحصولات)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

سرکاری کارروائی

(اے) قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 127 کے تحت تحریک

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ درج ذیل آرڈیننسوں میں توسیع کے لئے آئین کے آرٹیکل 128(2)(اے) کے تحت قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

1۔ آرڈیننس ویجیلنس کمیٹیاں پنجاب 2016 (1 بابت 2016)؛

2۔ آرڈیننس (ترمیم) فاطمہ جناح میڈیکل یونیورسٹی لاہور 2015 (2 بابت 2016)؛

3۔ آرڈیننس بھٹہ خشت پر چائلڈ لیبر کی ممانعت پنجاب 2016 (5 بابت 2016)؛

4۔ آرڈیننس شادی بیاہ تقریبات پنجاب 2015 (6 بابت 2016)؛

5۔ آرڈیننس (ترمیم) اکنامک ریسرچ انسٹیٹیوٹ پنجاب 2016 (8 بابت 2016)؛ اور

6۔ آرڈیننس (ترمیم) جنگلات، پنجاب 2016 (9 بابت 2016)؛

(بی) آئین کے آرٹیکل 128(2)(a) کے تحت قراردادیں

1۔ آرڈیننس ویجیلنس کمیٹیاں پنجاب 2016 (1 بابت 2016) میں توسیع کے لئے قرارداد

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ صوبائی اسمبلی پنجاب آرڈیننس ویجیلنس کمیٹیاں پنجاب 2016 (1 بابت 2016) نافذ شدہ مورخہ 4۔ جنوری 2016 میں مورخہ 3۔ اپریل 2016 سے 90 دن کے مزید پیریڈ کی توسیع کرتی ہے۔

96

2۔ آرڈیننس (ترمیم) فاطمہ جناح میڈیکل یونیورسٹی لاہور 2015 (2 بابت 2016) میں توسیع کے لئے قرارداد

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ صوبائی اسمبلی پنجاب آرڈیننس (ترمیم) فاطمہ جناح میڈیکل یونیورسٹی لاہور 2015 (2 بابت 2016) نافذ شدہ مورخہ 4۔جنوری 2016 میں مورخہ 3۔اپریل 2016 سے 90 دن کے مزید پیریڈ کی توسیع کرتی ہے۔

3۔ آرڈیننس بھٹہ خشت پر چائلڈ لیبر کی ممانعت پنجاب 2016 (5 بابت 2016) میں توسیع کے لئے قرارداد

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ صوبائی اسمبلی پنجاب آرڈیننس بھٹہ خشت پر چائلڈ لیبر کی ممانعت پنجاب 2016 (5 بابت 2016) نافذ شدہ مورخہ 14۔جنوری 2016 میں مورخہ 13۔اپریل 2016 سے 90 دن کے مزید پیریڈ کی توسیع کرتی ہے۔

4۔ آرڈیننس شادی بیاہ تقریبات پنجاب 2015 (6 بابت 2016) میں توسیع کے لئے قرارداد

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ صوبائی اسمبلی پنجاب آرڈیننس شادی بیاہ تقریبات پنجاب 2015 (6 بابت 2016) نافذ شدہ مورخہ 19۔جنوری 2016 میں مورخہ 18۔اپریل 2016 سے 90 دن کے مزید پیریڈ کی توسیع کرتی ہے۔

5۔ آرڈیننس (ترمیم) اکنامک ریسرچ انسٹیٹیوٹ پنجاب 2016 (8 بابت 2016) میں توسیع کے لئے قرارداد

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ صوبائی اسمبلی پنجاب آرڈیننس (ترمیم) پنجاب اکنامک ریسرچ انسٹیٹیوٹ 2016 (8 بابت 2016) نافذ شدہ مورخہ 21۔جنوری 2016 میں مورخہ 20۔اپریل 2016 سے 90 دن کے مزید پیریڈ کی توسیع کرتی ہے۔

6۔ آرڈیننس (ترمیم) جنگلات، پنجاب 2016 (9 بابت 2016) میں توسیع کے لئے قرارداد

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ صوبائی اسمبلی پنجاب آرڈیننس (ترمیم) جنگلات، پنجاب 2016 (9 بابت 2016) نافذ شدہ مورخہ 25۔جنوری 2016 میں مورخہ 24۔اپریل 2016 سے 90 دن کے مزید پیریڈ کی توسیع کرتی ہے۔

97

(سی) آرڈیننس کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

آرڈیننس (ریلیف و بحالی) دہشت گردی سے متاثرہ سویلین پنجاب 2016

ایک وزیر آرڈیننس (ریلیف و بحالی) دہشت گردی سے متاثرہ سویلین پنجاب 2016 ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

(ڈی) عام بحث

پری بجٹ بحث

99

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا بیسواں اجلاس

جمعتہ المبارک، یکم اپریل 2016

(یوم الجمع، 22۔ جمادی الثانی 1437ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 25 منٹ پر زیر صدارت **جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔**

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِo

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ
رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴿٤٠﴾ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿٤١﴾
يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ﴿٤٢﴾ فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا ﴿٤٣﴾
اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا ﴿٤٤﴾ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰىهَا ﴿٤٥﴾
كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰىهَا ﴿٤٦﴾

سورۃ النّازعات آیات 40 تا 46

اور جو اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا اور جی کو خواہشوں سے روکتا رہا(40) اس کا ٹھکانہ بہشت ہے(41)(اے پیغمبرؐ لوگ) تم سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ اُس کا وقوع کب ہوگا؟(42) سو تم اس کے ذِکر سے کس فکر میں ہو؟(43) اس کا منتہا(یعنی واقع ہونے کا وقت) تمہارے پروردگار ہی کو(معلوم ہے)(44) جو شخص اس سے ڈر رکھتا ہے تم اسی کو ڈر سنانے والے ہو (45) جب وہ اُس کو دیکھیں گے (تو ایسا خیال کریں گے) کہ گویا(دنیا میں صرف) ایک شام یا صبح رہے تھے(46)

وما علینا الا البلاغo

نعت رسول مقبولﷺ جناب محمد افضل نوشاہی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبولﷺ

الھم صلے علیٰ سیدنا و مولٰنا
محمد وعلیٰ آلہ وصاحبہ وبارک وسلم
جب حسن تھا ان کا جلوہ نما، انوار کا عالم کیا ہو گا
ہر کوئی فدا ہے بن دیکھے، دیدار کا عالم کیا ہو گا
الھم صلے علیٰ سیدنا و مولٰنا محمد
نہ میں مست ہوں نہ الست ہوں مجھے میکدے کی خبر نہیں
تیرے نام نے وہ نشہ دیا مجھے ہر نشے سے بچا لیا
الھم صلے علیٰ سیدنا و مولٰنا محمد
میرے مصطفیٰ میرے مجتبیٰ سا حسین آیا نہ آئے گا
انہیں دیکھنا ہو جو خواب میں تو درود ان پہ پڑھا کرو
الھم صلے علیٰ سیدنا و مولٰنا محمد
وعلیٰ آلہ وصاحبہ وبارک وسلم

سوالات

(محکمہ جات خزانہ، محنت وانسانی وسائل اور آبکاری و محصولات)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈے پر محکمہ جات خزانہ، محنت وانسانی وسائل اور آبکاری و محصولات سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور اُن کے جوابات دیئے جائیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ایک بات سوالات کے حوالے سے کرنا چاہتا ہوں؟

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں مجھے بولنے دیں، مجھے اُن کا نام پکارنے دیں جن کا سوال ہے جی، جناب امجد علی جاوید سوال نمبر بولیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! سوال کا نمبر 5854 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ: سال 14-2013 میں وصولیوں کے ہدف سے متعلقہ تفصیلات

*5854: جناب امجد علی جاوید: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں سال 14-2013 کے لئے محکمہ ایکسائز کا وصولیوں کا ہدف کیا تھا؟

(ب) سال 2014 میں محکمہ ایکسائز نے دیئے گئے ہدف میں سے کتنی رقم وصول کی؟

(ج) اگر ریکوری ہدف کے مطابق نہیں تو اس کی وجوہات کیا تھیں؟

(د) سال 14-2013 محکمہ ایکسائز ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کو کتنا بجٹ فراہم کیا گیا۔ مد وار تفصیلات فراہم کی جائیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں سال 14-2013 کے لئے وصولیوں کا ہدف۔/11,71,82,070 روپے تھا۔

(ب) سال 14-2013 میں محکمہ ایکسائز نے ٹوبہ ٹیک سنگھ میں۔/13,45,12,914 روپے کی وصولی کی۔

(ج) ریکوری دیئے گئے ہدف سے 15 فیصد زیادہ تھی جو کہ محکمہ کی اعلیٰ کارکردگی کا ثبوت ہے۔

(د) سال 14-2013 میں محکمہ ایکسائز ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کو تنخواہوں کی مد میں 5,220,000/-روپے کا بجٹ فراہم کیا گیا جس میں سے 5,172,532/-روپے خرچ ہوئے۔ اسی طرح الاؤنسز کی مد میں فراہم کئے گئے 5,285,000/-روپے بجٹ میں سے 5,249,780/-روپے خرچ ہوئے۔ دیگر مد میں فراہم کئے گئے 1,340,000/-روپے بجٹ میں سے 1,210,404/-روپے خرچ ہوئے۔ تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جز (الف و ب) میں یہ بتایا گیا ہے کہ ان کا جو ریکوری کا ٹارگٹ ہے اُس کی ریکوری 15 فیصد زیادہ ہے تو میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ ڈیپارٹمنٹ کا اچھا احسن کام ہے جن ملازمین نے اپنے دیئے گئے ٹارگٹ سے بھی زیادہ ریکوری کی ہے تو اُن کے لئے کوئی incentive لئے ہیں یا اُن کو اس کارکردگی پر کچھ دیا گیا ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس میں اس طرح سے ہے کہ 14-2013 میں ورلڈ بنک کے ساتھ ہمارا incentive programme تھا اُس کے تحت جو ہمارے ملازمین اُس وقت اچھی ریکوری کر رہے تھے تو اُن کو incentive کے طور پر کچھ amount جو اپنے ٹارگٹ سے اوپر ریکوری کرتے تھے اُن کو دی جاتی تھی۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! منسٹر صاحب بتائیں گے کہ اس میں وہ کتنی رقم ہے جو اس مد میں ملازمین کو دی گئی؟

جناب سپیکر: ٹوبہ ٹیک سنگھ کے لئے پوچھ رہے ہیں؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! ٹوبہ ٹیک سنگھ کے لئے۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! incentive کے حوالے سے اُس کی amount تھی جو اپنے ٹارگٹ سے جتنا اوپر جاتے تھے اُس حوالے سے اُن کو دیا جاتا تھا ہر ایک کی مختلف amount بنتی تھی جو اُن کو دی جاتی تھی تو اس کی اگر انہیں detail چاہئے تو specifically یہ

بتائیں گے تو پھر ہم ان کو دے سکتے ہیں اس کی ٹوٹل amount جو ہم نے دی تھی اُس سال میں پورے پنجاب کے لئے وہ 18 کروڑ 60 لاکھ تھی۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جز(د) میں یہ بتایا گیا ہے کہ اس محکمہ کی جو تنخواہوں کا بجٹ ہے وہ 52 لاکھ 20 ہزار روپیہ ہے اور جو الاؤنسز کا بجٹ ہے وہ 52 لاکھ 85 ہزار ہے۔ میرے خیال میں شاید یہ واحد مثال ہو گی کہ جس محکمے کا تنخواہوں سے زیادہ الاؤنسز کا بجٹ ہے اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ بجٹ بک میں سے ان کو دیا گیا ہے جس میں الاؤنسز کی ساری detail دی گئی ہے جس میں ہاؤس رینٹ ہے، اس میں ایڈہاک الاؤنسز ہیں اور جس طرح سے الاؤنسز میں گورنمنٹ اضافہ کرتی رہی ہے وہ سارے الاؤنسز اس میں دیئے ہوئے ہیں یہ بجٹ بک میں سے اس کو دیکھ سکتے ہیں جو الاؤنسز اُن کو دیئے گئے ہیں اُن کی detail ہم نے ان کو provide کر دی ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! تفصیل تو میرے پاس آجائے گی اس میں میرا سوال تو یہی ہے کہ کیا یہ الاؤنسز دیگر ڈیپارٹمنٹ میں بھی اسی طرح تنخواہوں سے زیادہ ہیں یا صرف اسی محکمے میں خصوصی نوازش ہے؟

جناب سپیکر: جی، انہوں نے اپنے محکمے کے بارے میں بتانا ہے۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ تمام محکموں میں تقریباً ایسے ہی ہوتا ہے basic pay کے علاوہ الاؤنسز ہوتے ہیں وہ سارے include کر کے پوری salary بنتی ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔ سوال نمبر بولیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! سوال نمبر 5290 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفس ٹوبہ ٹیک سنگھ سے متعلقہ تفصیلات

*5290: جناب امجد علی جاوید: کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفس ٹوبہ ٹیک سنگھ میں تعینات عملہ کا نام و عہدہ مع تاریخ تعیناتی ایوان کو فراہم کی جائے؟

(ب) کیا محکمانہ قواعد کے مطابق ڈسٹرکٹ اکاؤنٹ آفس میں تعیناتی کے لئے ڈومیسائل کی کوئی شرط موجود ہے؟

(ج) کیا محکمانہ قواعد کے مطابق ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفس کے ملازمین کے لئے ایک جگہ پر تعیناتی کے لئے کوئی مدت مقرر ہے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ ملازمین کی طویل عرصہ تعیناتی کی وجہ سے دیگر شہریوں کے لئے شدید طور پر باعث آزار ہیں اور بہت ساری شکایات پیدا ہو رہی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (رانا بابر حسین):

(الف) ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفس ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کل 51 ملازمین تعینات ہیں جن میں سے 36 ملازمین صوبہ پنجاب اکاؤنٹس گروپ کے ہیں جن کا ایڈمنسٹریٹو کنٹرول فنانس ڈیپارٹمنٹ پنجاب کے پاس ہے جن کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جبکہ 15 ملازمین کا تعلق آڈٹ گروپ سے ہے جن کا ایڈمنسٹریٹو کنٹرول وفاقی حکومت اکاؤنٹنٹ جنرل پنجاب کے پاس ہے جن کی تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پنجاب حکومت کے زیر انتظام اکاؤنٹس آفس میں تعیناتی کے لئے نان گزیٹڈ ملازمین کو ان کے رہائشی ضلع میں تعینات کرنے پر ترجیح دی جاتی ہے تاکہ وہ معاشی طور پر زیر بار نہ ہوں جبکہ گزیٹڈ ملازمین کو ان کے رہائشی ضلع میں تعینات نہیں کیا جاتا لیکن مخصوص حالات میں قواعد و ضوابط کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کے رہائشی ضلع میں بھی تعینات کر دیا جاتا ہے۔

(ج) فنانس ڈیپارٹمنٹ ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفس کے ملازمین کی تعیناتی حکومت کے مقرر کردہ قواعد و ضوابط کے مطابق کرتا ہے۔ سینئر اہلکاران کو ان ہی کے ضلع میں تعیناتی کی حوصلہ شکنی کی جاتی ہے لیکن مخصوص حالات میں قواعد و ضوابط کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کے رہائشی ضلع میں بھی تعینات کر دیا جاتا ہے۔ البتہ ماتحت عملہ کو ان کے رہائشی ضلع میں ہی تعینات کرنے کی کوشش کی جاتی ہے تاکہ وہ معاشی طور پر زیر بار نہ ہوں اور وہ اپنی سروس کا بیشتر حصہ اپنے ہی ضلع میں تعینات رہتے ہیں۔

(د) اگر کسی ملازم کے خلاف کرپشن یا مالی بے ضابطگی کی کوئی شکایت موصول ہو تو اس کے خلاف انضباطی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے اور اسے انتظامی وجوہات کی بناء پر دوسرے ضلع میں بھی تعینات کر دیا جاتا ہے۔ البتہ وفاقی حکومت کے زیر انتظام عملہ کی رپورٹ اے جی آفس کو کر دی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہ سوال پچھلی مرتبہ بھی زیر التواء کیا گیا تھا کہ اس کا جواب درست نہیں تھا لیکن میں آپ کے توسط سے بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہنا چاہوں گا کہ آج بھی یہ دوسری مرتبہ صحیح جواب کے لئے ملتوی ہو کر ایجنڈے پر آیا ہے۔ یعنی یہ سوال تیسری مرتبہ ایجنڈے پر آیا ہے میری یہی humble request ہو گی کہ یہ محکموں نے ہمارے ساتھ اسمبلی کو کیا مذاق بنایا ہوا ہے آج تیسری مرتبہ آنے کے بعد بھی اس جواب کے کومے بھی تبدیل نہیں ہوئے وہ as it is ہی جواب ہے؟

جناب سپیکر! تیسری مرتبہ بھی same جواب وہی موجود ہے جو پہلے دن موجود تھا اور یہ جواب حقائق کے مطابق نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (رانا بابر حسین): جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ اس میں مجھے یاد ہے کہ پچھلی دفعہ بھی اس پر کافی بحث ہوئی تھی کہ اس میں ایک ملازم ہے جو وہاں سے ٹرانسفر ہو چکا ہے جس کی وجہ سے معزز ممبر نے objection اُٹھایا تھا کہ یہ بندہ تو یہاں سے جا چکا ہے لیکن پھر بھی ابھی تک اس کا نام یہاں لسٹ میں شامل ہے یہ جواب آیا تھا 31۔ اکتوبر 2014 کو تو میرا خیال تھا شاید اس پر جو بحث ہوئی تھی وہ ہو گئی ہے کہ جناب امجد علی جاوید شاید satisfy ہو گئے ہیں لیکن جس طرح سے آج ان کا خیال ہے کہ جواب proper نہیں آیا تو انشاء اللہ میں very soon ان کو جواب دلوا دوں گا۔

جناب سپیکر: آپ ان کو satisfy کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (رانا بابر حسین): جناب سپیکر! جواب وہی پرانا ہے اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ غلطی سے انہوں نے یہ دوبارہ اُسی طرح book compile کر دیا ہے تو انشاء اللہ اس کو دوبارہ ٹھیک کروا لیتے ہیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میری تو گزارش یہی ہے کہ یہ ٹھیک تو کروا لیں گے لیکن کب کروا لیں گے؟ یہ سوال تیسری مرتبہ ملتوی ہو کر ایجنڈے پر ہے تو اس پر میں عرض کر رہا ہوں کہ یہ اسمبلی

کو اہمیت کیا دے رہے ہیں؟ معزز پارلیمانی سیکرٹری بھی فرما رہے ہیں کہ غلط جواب تھا جس کو میں نے بھی محسوس کر لیا تھا اور اُس دن اس پر بات بھی ہو گئی تھی یہ ایک نہیں ہے اس لسٹ میں تین چار نام ایسے ہیں جو ریٹائرڈ بھی ہو چکے ہیں۔

جناب سپیکر: اس سوال کو سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کرتے ہیں کمیٹی دو ماہ میں اپنی رپورٹ پیش کرے گی۔ اگلا سوال جناب احسن ریاض فتیانہ کا ہے، وہ تشریف فرما ہیں؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! on his behalf

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! سوال نمبر 5825 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے جناب احسن ریاض فتیانہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

محکمہ مواصلات و تعمیرات کے بجٹ سے متعلقہ تفصیلات

*5825: جناب احسن ریاض فتیانہ: کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ مواصلات و تعمیرات کا کل بجٹ مالی سال 15-2014 کا کتنا ہے اس محکمہ کو 31۔ دسمبر 2014 تک کتنی رقم مدوار فراہم کی گئی ہے؟

(ب) کیا محکمہ مواصلات و تعمیرات کو اس عرصہ کے دوران کوئی سپلیمنٹری گرانٹ فراہم کی گئی ہے اگر ہاں تو کتنی رقم فراہم کی گئی ہے، کس منصوبہ کے لئے کس مد میں فراہم کی گئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (رانا بابر حسین):

(الف) محکمہ مواصلات و تعمیرات کا کل بجٹ برائے 15۔2014 مالی سال 90,236.479 ملین روپے ہے جس میں سے 31۔ دسمبر 2014 تک 23,630.430 ملین روپے محکمہ کو فراہم کئے گئے ہیں۔

(ب) محکمہ مواصلات و تعمرات کو مالی سال 15۔2014 کے دوران سپلیمنٹری گرانٹ کی مد میں 25187.899 ملین روپے فراہم کئے گئے ہیں۔ رقم فراہم کرنے کی تفصیلات منصوبہ وار ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ضمنی سوال یہ ہے کہ بجٹ میں90236 ملین روپے انہوں نے فراہم کئے اور پھر ضمنی گرانٹ میں بھی25187 ملین روپے کی خطیر رقم فراہم کی گئی۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اچھی خاصی رقم سالانہ بجٹ میں بھی اس کے لئے فراہم کی گئی پھر ضمنی بجٹ میں ابھی اس کا ضمیمہ دیکھ رہا ہوں اس میں لاہور ہمارا capital city ہے اور ظاہر ہے ہمیں اس کی ڈویلپمنٹ عزیز ہے۔

جناب سپیکر: جی، مجھے سمجھ نہیں آئی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! لاہور پنجاب کا capital city ہے اس کی ڈویلپمنٹ بھی ہمیں عزیز ہے لیکن میں اس میں دیکھ رہا ہوں کہ اچھے خاصے منصوبے اس ضمنی گرانٹ کے ذریعے لاہور کے زیر تکمیل ہوئے ہیں اور میں پچھلے دو، اڑھائی سال سے بہاولپور کے لئے کیونکہ وہاں ٹریفک کا۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ اس سے متعلقہ ضمنی سوال کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں اسی کے متعلق سوال کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ بہاولپور کے لئے علیحدہ سوال کریں۔۔۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! بہاولپور پنجاب کا حصہ ہے سارے پیسے آپ لاہور میں لگائیں گے تو پھر ہم نے کہاں چیخنا ہے اسی لئے ہم اس اسمبلی میں آتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ اپنا ضمنی سوال کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اتنی بڑی ضمنی گرانٹ مواصلات و تعمیرات کو فراہم کی گئی ہے جبکہ ان کو پہلے ہی اتنی ساری سالانہ گرانٹ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (رانا بابر حسین): جناب سپیکر! جس طرح ڈاکٹر صاحب بات کر رہے تھے کہ لاہور کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے اور جنوبی پنجاب جہاں سے ان کا تعلق ہے وہاں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ اس بات کو چھوڑیں ان کے ضمنی سوال کا جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (رانا بابر حسین): جناب سپیکر! جہاں تک ضمنی گرانٹ کا معاملہ ہے تو آپ جانتے ہیں کہ یہ اسمبلی سے approve کروایا جاتا ہے۔ وزیراعلیٰ جہاں محسوس کرتے ہیں کہ پیسے لگانے کی بہت ضرورت ہے وہاں لگایا جاتا ہے اور اسمبلی سے اس کی approval لی جاتی ہے۔ اس میں کچھ بھی illegal نہیں ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں legality اور illegality کی بات نہیں کر رہا ہوں بلکہ میں یہ بات کر رہا ہوں کہ سالانہ بجٹ پاس ہو جاتا ہے، پورا سال گزر جاتا ہے اور ضمنی گرانٹ کے ذریعے billions of rupees خرچ ہو جاتے ہیں۔ اسمبلی کو اگلے بجٹ کے موقع پر کہا جاتا ہے کہ اب یہ خرچ ہو گئے ہیں اس پر منظوری کا انگوٹھا لگاؤ۔ ہمارا علاقہ بہاولپور جنوبی پنجاب محروم رہتا ہے اسی لئے میں اس ایوان کے اندر بار بار اس بات کو کہتا ہوں کہ ہم لاہور کے ساتھ رہنے کے لئے تیار نہیں ہیں، ہمارا بہاولپور صوبہ بحال کیا جائے ہمیں جو پیسے ملیں گے اسے خرچ کریں گے۔ یہاں کے لئے تو billions of rupees کی ضمنی گرانٹ آجاتی ہے اور ہمارے علاقے کے منصوبے کاٹ کر یہاں لگائے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: میں اس پر احتجاج کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ہم آپ کو احتجاج پر نہیں جانے دیں گے۔ آپ کی مہربانی، بہت شکریہ۔ اگلا سوال نمبر 6057 چودھری اشرف علی انصاری کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ خدیجہ عمر کا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 4681 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گجرات: شادی ہالز سے متعلقہ تفصیلات

*4681: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گجرات شہر میں کل کتنے شادی ہالز کب سے غیر رجسٹرڈ ہیں ان کو رجسٹرڈ کیوں نہیں کیا جا رہا؟

(ب) رجسٹرڈ شادی ہالز سے 13-2012 کے دوران کتنا ٹیکس وصول کیا گیا؟

(ج) غیر رجسٹرڈ شادی ہالز کو کب تک رجسٹرڈ کر لیا جائے گا؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) شادی ہالز کی رجسٹریشن محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن میں نہ ہوتی ہے صرف جو شادی ہال ریٹنگ ایریا میں واقع ہوتے ہیں ان پر پراپرٹی ٹیکس / پروفیشنل ٹیکس لاگو ہوتا ہے۔ دیگر شادی ہال ریٹنگ ایریا کے باہر واقع ہوتے ہیں ان پر صرف پروفیشنل ٹیکس لاگو ہوتا ہے۔ تمام شادی ہالز پراپرٹی ٹیکس و پروفیشنل ٹیکس ادا کر رہے ہیں جن کی تعداد اندر ریٹنگ ایریا 38 ہے اور کل تعداد 45 ہے۔

(ب) رجسٹرڈ شادی ہالز سے سال 13-2012 میں پراپرٹی ٹیکس کی مد میں مبلغ -/1106700 روپے اور پروفیشنل ٹیکس کی مد میں -/90000 روپے وصول کیا گیا ہے۔

(ج) محکمہ ایکسائز کے متعلقہ نہ ہے کیونکہ محکمہ ایکسائز صرف ٹیکس وصول کرتا ہے رجسٹریشن نہ کرتا ہے۔ تاہم کوئی شادی ہال ٹیکس سے مستثنیٰ نہ ہے اور ان کی باقاعدہ ادائیگی ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! جز (ج) کے جواب میں لکھا ہے کہ کیونکہ یہ اس محکمے سے متعلقہ نہیں ہے اس لئے انہوں نے اس کا جواب نہیں دیا۔ یہ ڈیپارٹمنٹ کی responsibility بنتی تھی کہ اگر یہ سوال ان سے متعلقہ نہیں تھا تو جس محکمے سے متعلقہ تھا وہاں بھیج دیتے تاکہ اس کا جامع جواب آ جاتا۔

جناب سپیکر: محترمہ! پھر آپ کو متعلقہ محکمے سے ہی سوال کرنا چاہئے تھا۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! یہ سوال جس ڈیپارٹمنٹ سے متعلقہ تھا اسمبلی سیکرٹریٹ کو وہاں بھیجنا چاہئے تھا جو کہ نہیں بھیجا گیا۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! شادی ہال کی کوئی as such رجسٹریشن نہیں ہوتی ویسے ہماری پنجاب ریونیو اتھارٹی ان سے sales tax on services کی مد میں سیلز ٹیکس اکٹھا کرتی ہے وہ ان کو سیلز ٹیکس میں رجسٹرڈ کر رہے ہیں۔ ہم شادی ہالوں سے پراپرٹی ٹیکس اور پروفیشنل ٹیکس وصول کرتے ہیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ جو شادی ہال رجسٹرڈ نہیں ہیں اور ان سے ٹیکس وصول کیا جا رہا ہے تو کیا محکمہ ایکسائز ان کی رجسٹریشن کرنے کے لئے فوری اقدامات کرنے کے لئے تیار ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ پراپرٹی ٹیکس اور پروفیشنل ٹیکس میں تو وہ already ہمارے ساتھ ہیں لیکن جو sales tax on services ہے اس میں پنجاب ریونیو اتھارٹی ان سے ٹیکس وصول کرتی ہے جو محکمہ خزانہ کے under کام کر رہی ہے۔

جناب سپیکر: محکمہ خزانہ پتا نہیں سن رہا ہے یا نہیں؟ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! کیا آپ نے ان کی بات سن لی ہے؟ اس کو متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کو بھیج دیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (رانا بابر حسین): جناب سپیکر! محترمہ ذرا repeat کر دیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے تو بتا دیا ہے لیکن میں اس سوال کے بارے میں ضرور کہوں گی جو آپ نے بھی کہا ہے کہ اس سوال کو متعلقہ محکمے کو بھجوا کر وہاں سے جواب ضرور وصول کیا جائے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! be attentive please! آپ سے متعلقہ بات ہو رہی ہے اور آپ گفتگو میں مصروف ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (رانا بابر حسین): جناب سپیکر! محترمہ ذرا دہرا دیں۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ اس کا جواب آئندہ دے دیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! یہ جز (ج) میں لکھا ہوا ہے کہ غیر رجسٹرڈ شادی ہالوں کو کب تک رجسٹرڈ کر لیا جائے گا؟ جواب میں آیا ہے کہ یہ محکمہ ایکسائز کے متعلقہ نہ ہے۔ جس طرح منسٹر صاحب نے بتایا ہے کہ یہ محکمہ خزانہ سے متعلقہ ہے تو اس کا جواب اصولی طور پر ان کے ڈیپارٹمنٹ کو دینا چاہئے تھا جو کہ نہیں آیا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (رانا بابر حسین): جناب سپیکر! ویسے یہ پنجاب ریونیو اتھارٹی کے under ہے تو اس کا جواب انشاء اللہ آ جائے گا۔

جناب سپیکر: یہ سوال محکمہ خزانہ کو refer کیا جائے۔ اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر کا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا سوال 5795 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ بھر کے ٹیکنیکل ملازمین کے سکیل اپ گریڈ کرنے سے متعلقہ تفصیلات

*5795: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر خزانہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے سال 07-2006 میں پے سکیل نمبر 1 سے 12 تک کام کرنے والے سرکاری ملازمین کے پے سکیل دو دو درجہ اپ گریڈ کر دیئے تھے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت پنجاب نے پے سکیل نمبر 1 سے 12 تک کام کرنے والے ٹیکنیکل سرکاری ملازمین کے پے سکیل دو دو درجہ اپ گریڈ نہیں کئے تھے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پنجاب پے سکیل نمبر 1 سے 12 تک کام کرنے والے ٹیکنیکل سرکاری ملازمین کے پے سکیل بھی دو دو درجہ اپ گریڈ کرنے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (رانا بابر حسین):

(الف) یہ درست نہیں ہے کہ حکومت پنجاب نے سال 07-2006 میں پے سکیل نمبر 1 سے 12 تک کام کرنے والے تمام سرکاری ملازمین کے پے سکیل دو دو درجہ اپ گریڈ کئے تھے۔ صرف کلیریکل سٹاف (جونیئر کلرک، سینئر کلرک اور اسسٹنٹ) کے پے سکیل بالترتیب 5 سے 7، 7 سے 9 اور 11 سے 14 میں اپ گریڈ کئے گئے تھے۔

(ب) یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے سال 07-2006 میں پے سکیل نمبر 1 سے 12 تک کام کرنے والے ٹیکنیکل سرکاری ملازمین کے پے سکیل دو دو درجہ اپ گریڈ نہیں کئے تھے۔

(ج) جز بالا کا جواب اثبات میں نہیں ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! جو انہوں نے جواب دیا ہے اس میں admit کیا ہے کہ 07-2006 میں جو clerical staff تھا ان کو بالترتیب 5 سے 7، 7 سے 9 اور 11 سے 14 میں اپ گریڈ کیا ہے۔ سپرنٹنڈنٹ کو بھی گریڈ 16 میں کر دیا اور جو اسسٹنٹ سیکرٹری وغیرہ اسی طرح رہے ان کو اپ گریڈ نہیں

کیا گیا۔ اس مالی سال کے دوران All Pakistan Clerks Association نے کافی واویلا مچایا تھا اس کے نتیجے میں ان کو اب جو نیا سکیل دیا گیا اس کے مطابق جونیئر کلرک کو پہلے 5 سے 7 میں کیا تھا اب ان کو 7 سے 11 سکیل میں کر دیا، سینئر کلرک کو 9 سے 14، اسسٹنٹ کو 14 سے 16 اور سپرنٹنڈنٹ کو 16 سے 17 سکیل میں کر دیا۔ اس میں سیکشن آفیسر پھر پیچھے رہ گئے ہیں۔ اس کے علاوہ بڑی تعداد میں ایسے ملازم ہیں جن کی تعداد کلرکوں سے کم ہے ان میں ٹیکنیکل سٹاف، سب انجینئرز، ڈرافٹ مین وغیرہ آتے ہیں۔ تقریباً اس میں 250 کے قریب categories miss ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر! میں نے پچھلی دفعہ بھی وزیر خزانہ سے یہ بات کی تھی کہ مہربانی کریں اور جو بجٹ اب آ رہا ہے اس کے اندر جو لوگ محروم رہ گئے ہیں، پیرا میڈیکل سٹاف کی بھی بہت ساری categories اس کے اندر رہ گئی ہیں تو ان کو بھی اس دفعہ consider کیا جائے۔ معزز پارلیمانی سیکرٹری تشریف فرما ہیں میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو 250 کے قریب categories miss ہو گئی ہیں جن کو اپ گریڈ نہیں کیا گیا کیا ان کو اس بجٹ کے اندر accommodate کریں گے؟

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ ---

جناب سپیکر: پہلے یہ والی بات پوچھ لینے دیں پھر بعد میں دوسری بات پوچھنا۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (رانا بابر حسین): جناب سپیکر! جس طرح ڈاکٹر صاحب نے خود ہی اپنی گفتگو میں کھل کر بتا دیا ہے کہ یہ کلرک صاحبان ہیں انہوں نے احتجاج کے through اپنے pay scale کو بڑھوایا۔ ٹیکنیکل سٹاف تعداد میں کم ہے لیکن وہ اپنا اس طرح سے احتجاج نہیں کر سکے یا ان کو محروم رکھا گیا۔ انشاء اللہ جو ڈاکٹر صاحب کی خواہش ہے اور یہ کوئی personal نہیں ہے بلکہ یہ پنجاب کے ایک responsible آدمی ہیں انشاء اللہ میں محترمہ وزیر خزانہ اور اب جو concerning authority ہے اس سے بات کروں گا کہ جو لوگ رہتے ہیں ان کو بھی اس میں accommodate کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں جناب پارلیمانی سیکرٹری کا مشکور ہوں کہ انہوں نے کہا ہے کہ جو اڑھائی سو کے قریب categories رہتی ہیں ان کے بارے میں غور و فکر جاری ہے اور وہ اس بجٹ کے اندر accommodate کریں گے۔

جناب سپیکر: وہ کوشش کریں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! دوسری بات رہ گئی تھی جو میں نے پوچھنی تھی کہ فنانس کمیٹی نے آپ کی chairmanship میں اسمبلی سٹاف کو اپ گریڈ کیا تھا لیکن وہ ابھی تک نہیں ہو سکے۔ ظاہر ہے وہ آپ نے اپنی جیب سے نہیں دینا، اسمبلی نے نہیں دینا وہ محکمہ خزانہ نے دینا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس کی کیا fate ہے، اسمبلی کے سٹاف کے لئے فنانس کمیٹی نے ایک چیز approve کی تھی اس کے بارے میں اس بجٹ کے اندر کیا کوئی مہربانی ہو سکے گی؟

جناب سپیکر: وہ کوشش جاری ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (رانا بابر حسین): ڈاکٹر صاحب! صحیح بات ہے کہ اس کی کوشش جاری ہے میں تو خود ان کا وکیل ہوں۔ اسمبلی کے سٹاف کا میں خود وکیل ہوں۔

جناب سپیکر: جی، آگے چلیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میری التماس ہے کہ اس اسمبلی کے ختم ہونے سے پہلے نتیجہ اخذ ہو جائے۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی اللہ خیر کرے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ان کا بھی اسی طرح حال ہونا ہے جس طرح پنجاب اسمبلی کی عمارت کا ہوا ہے لہٰذا مہربانی کر کے ان کا تھوڑا سا خیال کریں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔ میں نے آپ کو اجازت نہیں دی۔ please have your seat. جی، اگلا سوال جناب امجد علی جاوید کا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! سوال نمبر 6438 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ورکرز ویلفیئر بورڈ کی اراضی این جی اوز کو دینے سے متعلقہ تفصیلات

*6438: جناب امجد علی جاوید: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ورکرز ویلفیئر بورڈ کی رائیونڈ روڈ لاہور پر واقع سینکڑوں ایکڑ قیمتی اراضی کسی این جی او کو دی گئی ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو اس اراضی کا کل رقبہ کتنا ہے اور اس کی مارکیٹ ویلیو کتنی ہے اور یہ کہ کتنی رقم سالانہ کے عوض یہ زمین این جی او کو دی گئی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس زمین کو جس معاہدے کے تحت این جی او کے حوالے کیا گیا ہے اس میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ اس زمین پر قائم کئے جانے والے ادارہ میں مزدوروں کے 30 فیصد بچوں کو داخلہ دیا جائے گا؟

(د) اگر جز (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا معاہدے کی اس شق پر عمل ہو رہا ہے اگر نہیں ہو رہا تو معاہدے کی اس صریحاً خلاف ورزی پر محکمہ کی طرف سے کیا کارروائی کی گئی ہے، اگر نہیں کی گئی تو اس کا ذمہ دار کون ہے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ محمد اشفاق سرور):

(الف) یہ بات درست نہیں ہے کہ ورکرز ویلفیئر بورڈ کی رائیونڈ روڈ پر واقع سینکڑوں ایکڑ اراضی کسی این جی او کو دی گئی ہے۔(ب) جواب نفی میں ہے جز (الف) ملاحظہ فرمائیں۔

(ج) یہ درست نہ ہے جز (الف) ملاحظہ فرمائیں۔

(د) جواب نفی میں ہے جز (الف) ملاحظہ فرمائیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہاں بھی پھر میرا وہی رونا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، رویا نہ کریں، آپ آرام سے بات کیا کریں، آپ رونے کے لئے نہیں آتے ہیں۔ ماشاء اللہ آپ یہاں عوام کی نمائندگی کرتے ہیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! ان عوام کے حقوق کا رونا ہے۔ میرا سوال ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ ورکر ویلفیئر بورڈ کی رائیونڈ روڈ پر واقع سینکڑوں ایکڑ قیمتی اراضی کسی این جی او کو دے دی گئی ہے اور محکمہ یہ کہتا ہے کہ یہ سوال درست نہیں ہے اور اس کا جواب اثبات میں نہیں ہے۔ میں اپنے سینئر منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو محکمے نے جز (الف) کا جواب دیا ہے کہ یہ بات درست نہیں ہے تو ایسا حقیقت میں نہیں ہے پھر یہ COMSAT University کس کی زمین پر بنی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وہ پوچھ رہے ہیں کہ COMSAT University کس کی زمین پر بنی ہے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل(راجہ محمد اشفاق سرور): جناب سپیکر! ان کی یہ بات درست ہے کہ وہ لیبر ڈیپارٹمنٹ کی زمین تھی اور ان کا سوال تھا کہ وہ زمین این جی او کو دی گئی ہے لیکن یہ زمین این جی او کو نہیں دی گئی بلکہ 2001 میں فیڈرل گورنمنٹ کے ڈیپارٹمنٹ سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کو 20 سال کی لیز پر دی گئی تھی اور یہ COMSAT University سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کی subsidiary ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جب کوئی ادارہ اپنی زمین کسی خاص مقصد کے لئے کسی دوسرے ادارے کو دیتا ہے، ادارہ بھی وہ جو اس ملک کے مزدوروں کے حقوق کا نگہبان ہے، وہ ادارہ جب اپنے طبقے کی نمائندگی کر رہا ہو تو وہ ان کے لئے facilities حاصل کرتا ہے کیونکہ وہ اپنا اثاثہ کسی کو دے رہا ہے۔ میری اس میں گزارش ہے کہ یہ COMSAT University گورنمنٹ کی یونیورسٹی نہیں ہے۔ اس میں پرائیویٹ لوگ شامل ہیں اور Board of Directors so called semi government ہے لیکن وہ سارا پرائیویٹ برنس ہے۔ جب یہ اربوں روپے کی زمین اس ادارے کو دی گئی ہے تو کیا یہ مزدوروں کا حق نہیں تھا کہ 30 فیصد مزدوروں کے بچوں کے لئے مختص ہوتا کہ وہ وہاں مفت پڑھ لیتے۔ اس ادارے میں مزدوروں کے بچوں کا کوٹا تو رکھ دیا گیا ہے لیکن ان سے پیسے لئے جا رہے ہیں تو یہ کیسا انصاف ہے؟ اربوں روپے کی مزدوروں کی ہی زمین ادارے کے پاس ہے اور پھر وہ ادارہ مزدوروں کے بچوں سے پیسے بھی لے رہا ہے تو اس پر وزیر صاحب ذرا کچھ فرمائیں گے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل(راجہ محمد اشفاق سرور): جناب سپیکر! میں ان کی اس بات سے مکمل طور پر اتفاق کرتا ہوں کہ اس زمین سے مزدوروں کو مستفید ہونا چاہئے۔ یہ زمین کا لیز agreement موجودہ دور حکومت میں نہیں ہوا بلکہ 2001 میں ہوا تھا اور 2021 تک ان کی لیز ہے۔ باقی جہاں تک انہوں نے کہا کہ مزدوروں کے بچوں کو پیسے دینے پڑتے ہیں تو میں نے اس سلسلے میں اقدامات اٹھائے ہیں، چودھری صاحب کی نشاندہی پر ہی میٹنگ کی اور رانا تنویر حسین صاحب کو بھی اس میں involve کیا۔ یہ انہوں نے صحیح کہا کہ اس میں مزدوروں کے بچے 30 فیصد سٹوڈنٹس ہونے چاہئے تھے۔ اس میں جو بی ایس میں جاتے ہیں وہ تو ٹھیک تھا مگر جو آگے ایم فل اور ایم ایس سی کرنے جا رہے ہیں ان کی جو gross point level/average تھی وہ انہوں نے 70 فیصد رکھی ہوئی تھی، وہ میں نے مزدوروں کے بچوں کے لئے گزارش کر کے اس gross point level/average کو کم کیا کہ یہ ممکن ہو سکے کہ ہمارا 30 فیصد ان سے جو کنٹریکٹ ہے، میں ensure کر رہا ہوں اور میری اس چیز پر ان سے بار بار میٹنگز بھی ہو رہی ہیں تو میں نے ان کی نشاندہی پر پہلے بھی اقدامات اٹھائے ہیں اور انشاء اللہ آئندہ بھی ان کو

پایۂ تکمیل تک پہنچائیں گے۔ اللہ کرے گا کہ ہم مزدوروں کے بچوں کو وہ سہولیات اور آسائشیں دے سکیں جن کا ہماراان سے وعدہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! شکریہ۔ منسٹر صاحب بہت تردُد کر رہے ہیں کیونکہ ان سے پہلے agreement ہو چکا تھا لیکن میں چاہوں گا کہ یہ یونیورسٹی جو پیسے لے رہی ہے چاہے وہ ادارہ ہی pay کر رہا ہے تو اس کا انتظام کیا جائے کہ وہ by virtue ان کے بچوں کو وہاں مفت تعلیم ملنی چاہئے اور وہ لیبر ڈیپارٹمنٹ یا ویلفیئر بورڈ سے بھی پیسے نہ لے کیونکہ اس نے اربوں روپے کی زمین مفت حاصل کی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ محمد اشفاق سرور): جناب سپیکر! ان کی بات کچھ حد تک درست ہے اور اس کو بھی address کر لیا گیا ہے ویسے تو ان کی جو local education ہے اس پر ورکر ویلفیئر بورڈ پیسے نہیں دیتا اور یہ as per contract COMSAT University bear کرتا ہے مگر foreign courses پر ان کو کچھ پونڈز دینے پڑتے تھے اور COMSAT اس پر stress کر رہا تھا کہ وہ مزدوروں کے بچوں کو دینے ہیں پھر میری جب ان سے میٹنگ ہوئی تو میں نے ان سے کہا how is possible کہ مزدور کا بچہ اتنے پونڈ دے؟ جو کہ اس exam کے لئے affiliation fee دینا ہوتی ہے تو وہ بھی address ہو گیا ہے انشاء اللہ، اللہ کرے گا وہ بھی ٹھیک ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، شاباش۔ اگلا سوال میاں طارق محمود کا ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! سوال نمبر 7110 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

یکم جون سے قبل ریٹائرمنٹ پر ملازمین کی نوشنل انکریمنٹ کا مسئلہ

*7110: میاں طارق محمود: کیا وزیر خزانہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ خزانہ کی چٹھی نمبری FD (PC)10-1/78 مورخہ 29۔ ستمبر 2000 کے تحت یکم جون سے 30۔ نومبر کے درمیان ریٹائرڈ ہونے والے سرکاری ملازمین کو ایک نوشنل انکریمنٹ دی جاتی ہے تا کہ سرکاری ملازم مالی مراعات سے استفادہ کر سکے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ 35، 40 سال سروس کرنے کے بعد اگر کوئی سرکاری ملازم یکم جون سے قبل ریٹائر ہو رہا ہو تو وہ مذکورہ انکریمنٹ سے محروم رہ جاتا ہے؟

(ج) کیا حکومت 35، 40 سال نوکری کے بعد یکم جون سے قبل ریٹائرڈ ہونے والے مثلاً یکم مئی سے سرکاری ملازمین کو بھی مذکورہ انکریمنٹ دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (رانا بابر حسین):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ سہولت صرف ان ملازمین کے لئے ہے جو یکم جون سے 30۔ نومبر کے درمیان ریٹائرڈ ہوں۔ یکم جون سے پہلے ریٹائرڈ ہونے والے ملازمین کو یہ سہولت نہیں دی جاتی۔

(ج) یکم جون سے پہلے ریٹائرڈ ہونے والے ملازمین کو یہ سہولت اس لئے نہیں دی جاتی کہ ان کی سروس آخری سال میں چھ ماہ سے کم ہوتی ہے۔ یہ سہولت ان ملازمین کے لئے ہے جو یکم جون 2000 یا اس کے بعد ریٹائرڈ ہوئے ہوں بشرطیکہ ان کے پے سکیل میں گنجائش ہو (الف) پے سکیل سے بالا بھی یہ سہولت دی گئی ہے لیکن صرف ان ملازمین کے لئے جو یکم جون 2011 یا اس کے بعد ریٹائرڈ ہوئے ہوں (ب)۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میرا پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے ضمنی سوال ہے کہ یہ مسئلہ ملازمین کی financial increment کا ہے۔ جز (ب) میں سوال کیا گیا تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ 35 سے 40 سال سروس کرنے کے بعد اگر کوئی سرکاری ملازم یکم جون سے قبل ریٹائرڈ ہو رہا ہو تو وہ مذکورہ انکریمنٹ سے محروم رہ جاتا ہے اور اس کا جواب یہ ہے کہ یہ سہولت صرف ان ملازمین کے لئے ہے جو یکم جون سے 30۔ نومبر کے درمیان ریٹائرڈ ہوں اور یکم جون سے پہلے ریٹائرڈ ہونے والے ملازمین کو یہ سہولت نہیں دی جاتی تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا یہ زیادتی نہیں ہے کہ جس نے 35 سے 40 سال نوکری اور خدمت کی اور آخری سال میں اس کے پندرہ دن کم ہیں یا دس دن کم ہیں تو اس کو اس سہولت سے محروم کر دیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (رانا بابر حسین): جناب سپیکر! میاں صاحب نے جس طرح فرمایا ہے کہ کیا یہ زیادتی نہیں ہے کہ 35 سے 40 سالہ سروس کے بعد اگر اس طرح کیا جائے تو بات بہت حد تک

ٹھیک ہے لیکن ایک criterion ہے جس کے تحت اگر کوئی ملازم کسی بھی سال کے چھ مہینے سے کم کام کرے گا تو اس کو وہ انکریمنٹ نہیں دی جائے گی۔ یہ ایک particular کیس ہے اور یہ مجموعی طور پر نہیں آیا بلکہ ایک انفرادی طور پر بندے کی طرف سے آیا ہے اور میرے ساتھ بھی اس کا رابطہ ہوا ہے۔ اگر ہم اس کو یہ انکریمنٹ دینے کا کوئی وعدہ کرتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے محکمہ پر بہت زیادہ بوجھ آئے گا اور یہ بات پھر ہائی کورٹ تک جائے گی۔ رولز کے مطابق جو بندہ چھ مہینے سے کم کام کرتا ہے تو اس کو یہ انکریمنٹ نہیں دی جاتی ہے۔ شکریہ

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! یہ ضمنی سوال کا جواب بالکل ہی غلط ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر کسی نے محنت کی ہے چاہے اس نے دس دن کی ہے، ایک مہینہ کی ہے، دو مہینے کی ہے، چار مہینے کی ہے یا پانچ مہینے کی ہے تو یہ کیسے اس کا حق رکھ سکتے ہیں؟ یہ رولز 2000 کے بنے ہوئے ہیں انہیں change کریں اور ان میں گنجائش ہونی چاہئے؟

جناب سپیکر: جی، آپ rules change کر لیں ناں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! rules انہوں نے change کرنے ہیں اور یہ rules change کریں کیونکہ یہ ملازمین کے ساتھ زیادتی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (رانا بابر حسین): جناب سپیکر! چلیں! میں ان کا کیس فنانس کمیٹی میں لے کر جاتا ہوں اور پھر انشاء اللہ اس کا کوئی حل ڈھونڈتے ہیں۔ شکریہ

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! یہ زیادتی کا کوئی حل نکالیں اور یہ یقین دہانی کرائیں کہ جو لوگوں کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے اس کا حل نکالیں گے۔ آپ کی مہربانی ہو گی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (رانا بابر حسین): جناب سپیکر! میں یقین دہانی کرا رہا ہوں کہ ہم انشاء اللہ اس کو فنانس کمیٹی میں لے کر جائیں گے اور پھر دیکھتے ہیں کہ کیا کرنا ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ اگلا سوال محترمہ راحیلہ انور کا ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! سوال نمبر 6887 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

تحفظ یافتہ اور عدم تحفظ یافتہ کارکن سے متعلقہ تفصیلات

*6887: محترمہ راحیلہ انور: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحفظ یافتہ کارکن اور عدم تحفظ یافتہ کارکن سے کیا مراد ہے، دونوں کے درمیان فرق تفصیلاً بیان فرمائیں؟

(ب) ایک تحفظ یافتہ اور ایک عدم تحفظ یافتہ کارکن کو آجر کی طرف سے جو سہولیات حاصل ہیں، ان کی تفصیل علیحدہ علیحدہ بیان فرمائیں؟

(ج) کیا کوئی صنعت بحثیت مجموعی بھی عدم تحفظ یافتہ ہو سکتی ہے اگر جواب اثبات میں ہے تو ان صنعتوں / شعبہ جات کے نام بیان فرمائیں؟

(د) ایک تحفظ یافتہ صنعتی یونٹ /انڈسٹری اور ایک نان تحفظ یافتہ صنعتی یونٹ انڈسٹری کے درمیان فرق کو تفصیلاً بیان فرمائیں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور):

(الف) تحفظ یافتہ کارکنان:

سوشل سکیورٹی آرڈیننس کی دفعہ 1(3) کے تحت حکومتِ پنجاب نے مورخہ 23.07.03 کو ایک نوٹیفکیشن جاری کیا جس کے تحت تمام قابل رجسٹرڈ صنعتی و تجارتی اداروں میں کام کرنے والے ایسے ملازمین جو سوشل سکیورٹی آرڈیننس کی دفعہ 2(8) کے تحت ماہانہ اجرت / تنخواہ۔/18,000 روپے تک لیتے ہوں اور جن کا کنٹری بیوشن سوشل سکیورٹی آرڈیننس کی زیر دفعہ 2(25) کے تحت ادارہ ہذا کو ادا ہو چکا ہو یا واجب الادا ہو، وہ ملازمین تحفظ یافتہ کارکن کہلاتے ہیں۔ تاہم ایک دفعہ تحفظ حاصل کرنے کے بعد تنخواہ میں اضافہ کے باوجود کارکن تحفظ یافتہ ہی رہے گا، مگر اس کی زائد از۔/18,000 روپے تنخواہ پر کنٹری بیوشن کا اطلاق نہ ہو گا۔

عدم تحفظ یافتہ کارکنان:

سوشل سکیورٹی آرڈیننس کی دفعہ 2(8) کے تحت دی گئی مستثنیات ایسے ملازمین جو کہ دفاعی اداروں، لوکل کونسل، میونسپل کمیٹی، کنٹونمنٹ بورڈ، ریلوے، پولیس، مسلح افواج میں ملازم ہوں یا رجسٹرڈ صنعتی و تجارتی اداروں میں ملازمت شروع کرنے کے وقت ان کی ماہانہ تنخواہ 18,000 روپے سے زائد ہو، وہ عدم تحفظ یافتہ کارکن کہلائیں گے۔

(ب) تحفظ یافتہ کارکنان:

آجر اپنے کارکنان کا کنٹری بیوشن محکمہ ہذا کو ادا کرنے کا قانوناً پابند ہے۔ اس کے بعد سوشل سکیورٹی کے تحت کارکنان کو میسر تمام فوائد کی ادائیگی کی ذمہ داری محکمہ پر عائد ہوتی ہے ان فوائد کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

عدم تحفظ یافتہ کارکنان:

عدم تحفظ یافتہ کارکنان سوشل سکیورٹی کے دائرہ اختیار میں نہ ہیں۔

(ج) سوشل سکیورٹی آرڈیننس1965کی دفعہ(3)1کے تحت حکومت پنجاب نے مورخہ 23.07.03کو ایک نوٹیفکیشن جاری کیا جس کے مطابق تمام قابل رجسٹر اداروں پر سوشل سکیورٹی قانون کا اطلاق ہوگا۔کاپی ضمیمہ(ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ماسوائے مذکورہ آرڈیننس کی دفعہ(8)2میں موجود اداروں کے جس میں حکومتی ادارے بشمول دفاعی، پاکستان ریلوے، لوکل کونسل،بلدیاتی ادارے و کنٹونمنٹ بورڈ وغیرہ شامل ہیں کو صریحاً استثنیٰ حاصل ہے۔

(د) تحفظ یافتہ صنعتی یونٹ /انڈسٹری:

تحفظ یافتہ صنعتی یونٹ سے مراد ایسا ادارہ ہے جو سوشل سکیورٹی میں رجسٹرڈ ہو اور ایسے اداروں میں کام کرنے والے تحفظ یافتہ کارکنان کو محکمہ کی جانب سے مالی اور طبی فوائد حاصل ہو سکتے ہوں۔

عدم تحفظ یافتہ صنعتی یونٹ /انڈسٹری:

عدم تحفظ یافتہ صنعتی یونٹ /انڈسٹری سے مراد ایسا ادارہ ہے جس پر قانوناً سوشل سکیورٹی کا اطلاق نہ ہو سکتا ہو مثلاً حکومتی ادارے بشمول دفاعی، پاکستان ریلوے، لوکل کونسل،بلدیاتی ادارے و کنٹونمنٹ بورڈ وغیرہ ایسے اداروں میں کام کرنے والے ملازمین کو سوشل سکیورٹی کے تحت ملنے والے فوائد میسر نہیں ہوتے۔

جناب سپیکر:کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ راحیلہ انور:جناب سپیکر!جز(ب)میں جو جواب دیا گیا ہے،اس میں جو انہوں نے طبی فوائد،مالی فوائد کی جو تفصیل دی ہے میں اس سلسلے میں صرف یہ پوچھنا چاہوں گی کہ انہوں نے یہاں پر یہ کہا ہے کہ کارکنان،لواحقین کے لئے معذوری،پسماندگان کے لئے پنشن2500روپے سے بڑھا کر کم از کم شرح2750روپے مقرر کر دی گئی ہے۔اس میں250روپے کا جو اضافہ ہے یہ بہت ہی کم ہے۔میرے خیال میں آج کل جتنی مہنگائی ہے اس حساب سے تو یہ ایک دن کا خرچہ ہے۔

جناب سپیکر!میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا حکومت اس پر غور کرے گی کہ2750روپے کی جو کم از کم شرح ہے اس پر نظر ثانی کی جا سکے؟ہم بھی لوگوں میں ہی رہتے ہیں، ہمیں بھی پتا ہے، ہم بھی انہی چیزوں سے گزرتے ہیں کہ2750روپے میں تو آج کل ایک دن بھی نہیں گزرتا کہاں پورا مہینہ اس سے گزارہ جائے۔میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا اس پر نظر ثانی کی جائے گی؟

جناب سپیکر: وزیر محنت وانسانی وسائل!

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور): جناب سپیکر! معزز ممبر نے اس سلسلے میں صحیح نشاندہی کی ہے مگر بطور پنجاب سوشل سکیورٹی ہمارے جو functions ہیں ان کے مطابق ان کو medical treatment دینا ہے۔ جہاں تک پنشن کا تعلق ہے وہ EOBI کا function ہے، جہاں تک معزز ممبر نے پنشن کی بات کی ہے واقعی یہ رقم اتنی نہیں ہے جس سے کسی کا گزارہ ہو سکے۔ مگر ہم اس کو بھی address کر رہے ہیں کہ EOBI میں مزدوروں کی پنشن increase کی جائے۔ یہ تو خالی minor figures ہیں، مزدوروں کی یہ جو پنشن ہے وہ مزدور کو complement actually کرتی ہے۔ Devolution کے وقت پنجاب کو وہ fully devolve نہیں کیا گیا جس کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! میں اپنے فاضل ممبر کی اس بات کے ساتھ fully on board ہوں کہ واقعی 2750 روپے سے کچھ نہیں بنتا، 250 روپے بڑھانے سے کسی کی پنشن یا زندگی میں اتنا فرق نہیں پڑ سکتا۔ آپ کی اس نشاندہی پر ہم اس بات کو EOBI already میں بھی address کر رہے ہیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! اسی سلسلے میں آگے لکھا گیا ہے کہ سوشل سکیورٹی ہسپتال میں داخل مریضوں کو خرچہ خوراک 100 روپے یومیہ کے حساب سے دیا جاتا ہے۔ اس وقت 120 روپے درجن تو کیلا ہے، جو مریض ہوتا ہے اسے تو فروٹ اور ایسی چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ Once again میں آپ کے توسط سے پوچھنا چاہوں گی کہ جب ایک مریض کو ٹوٹل 100 روپے دیئے جاتے ہیں، میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ کوئی مریض 100 روپے کی خوراک کھا کر صحت مند ہو سکتا ہے؟ اس لئے میری یہ اپیل ہے کہ اگر آپ ان کے لئے کچھ کرنے جا رہے ہیں تو اس پر بھی نظر ثانی کریں کیونکہ 100 روپیہ تو آج کے دور میں کچھ بھی نہیں ہے۔ بھیک مانگنے والے بھی آج کل کہتے ہیں کہ پلیز 100 روپے کا نوٹ دیں۔

جناب سپیکر: وزیر محنت وانسانی وسائل!

وزیر محنت و انسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور): جناب سپیکر! یہ 100 روپے تو خالی مریض کے لئے ہے۔ زخمی ہونے کی صورت میں already ان کو جو مراعات دی جاتی ہیں یا جو گریجویٹی دی جاتی ہے وہ اس کے علاوہ ہے۔ اس کے علاوہ اگر مزدور کی permanent disability ہو یا اگر partial disability ہو اس پر ان کو باقاعدہ رقم دی جاتی ہے۔ ان کی تنخواہ کا 20 فیصد ان کو دیا جاتا ہے اگر اس کی injury sixty six percent سے کم ہے، یہ اس کی injury پر depend کرتا ہے۔ اس کے علاوہ

ان کے بچوں کو سوشل سکیورٹی سے سہولیات بھی میسر کی جاتی ہیں۔ Injury کے جو قوانین ہیں اور اس سلسلے میں جتنے بھی rights ہیں وہ ان کو دیئے جاتے ہیں۔ میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ:

Hundred rupees is not the only amount which they receive.

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ ابھی انہوں نے کہا ہے کہ جب devolution کیا گیا تو یہ محکمہ fully devolve نہیں کیا گیا۔ میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ عرصہ تین سال سے اس وقت فیڈرل میں بھی مسلم لیگ (ن) کی حکومت ہے پھر بھی یہ محکمہ فیڈرل گورنمنٹ کے پاس ہے آخر اس کی کیا وجہ ہے؟

جناب سپیکر: وزیر محنت وانسانی وسائل!

وزیر محنت و انسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور): جناب سپیکر! In simple words the baggage was too heavy to carry. جو already ہو چکا ہے وہ baggage اتنا heavy تھا کہ جب تک وہ clear ہو، ساری liabilities اگر پنجاب اپنے اوپر لے لے تو اس کو سنبھالنا مشکل ہوگا۔ Already اس پر جو invest ہو چکا تھا اور جو investments تھیں جب تک ان کی clarity نہ ہو، کسی صوبے کے لئے بھی یہ ممکن نہیں کہ وہ EOBI کو adopt کر سکے۔ مگر محترمہ نے جو بات کی ہے انشاء اللہ جلد ممکن ہوگا اور EOBI کو صوبائی حکومت کے کنٹرول میں لے آئیں گے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میں آخر میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ یہاں پر لکھا ہوا ہے کہ ہر سال کارکنان کے 9 بچوں کو میڈیکل کالجوں میں مفت ایم بی بی ایس کی تعلیم دلوانا نیز ان کالجوں کے دیگر شعبہ جات میں کارکنان کے بچوں کے لئے فیس کی خصوصی رعایت دلوانا شامل ہے۔ میں صرف یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ جو خصوصی رعایت ہے 20 فیصد ہے، 50 فیصد ہے پلیز تھوڑا سا define کر دیں تاکہ ہمیں بھی پتا ہو کیونکہ جب آپ clear ہوتے ہیں تو لوگوں کی help کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: وزیر محنت وانسانی وسائل!

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور): جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ 9 بچے ہر سال میڈیکل کالجوں میں داخل ہوتے ہیں وہ خصوصی رعایت اس حوالے سے ہے کہ ہمارے تین ایسے ہسپتال ہیں جو ٹیچنگ ہسپتال ہیں جن کے ساتھ میڈیکل کالجز affiliated ہیں۔ ہمارا ان سے یہ contract ہے کہ ہر سال تین مزدوروں کے بچے each college لے گا۔ اس طرح ہر سال 9 بچے داخل ہوتے ہیں اور ان بچوں کے اخراجات بھی وہ colleges bear کرتے ہیں۔ ان طالب علموں کو اپنی طرف سے کچھ بھی نہیں دینا پڑتا۔ اس کے علاوہ بھی ہمارے ورکرز ویلفیئر بورڈ کے ذریعے 107 بچے اس وقت میڈیکل کالجز میں داخل ہیں اور ان کے 100 فیصد اخراجات جیسے سٹیشنریز، ٹیوشن فیس ہاسٹل کے اخراجات یعنی everything وہ سارا ورکرز ویلفیئر بورڈ برداشت کرتے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا بھی آخری ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں نے یہ پوچھنا ہے کہ یہ جو عدم تحفظ یافتہ صنعتی یونٹس اور انڈسٹری میں انہوں نے لکھا ہے کہ ایسے ملازمین جو کہ دفاعی اداروں، لوکل کونسل، میونسپل کمیٹی، کنٹونمنٹ بورڈ، ریلوے، پولیس، مسلح افواج میں ملازم ہوں اس میں شامل نہیں کئے گئے۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ لوکل کونسلز اور بلدیاتی اداروں میں بڑی تعداد میں چھوٹے ملازمین ہوتے ہیں، سویپر ہوتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ وہ اس میں شامل نہیں ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ان کو یہ تحفظ یافتہ صنعتی یونٹس اور انڈسٹری میں شامل کرنے میں کیا ممانعت ہے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور): جناب سپیکر! Initially جب یہ law draft کیا گیا تو ان محکموں کو اس میں شامل نہیں کیا گیا۔ ان محکموں کا اپنا ایک infrastructure موجود ہے جس میں ان ملازمین کو یہ آسائشیں مہیا کرتے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے جیسا کہ فرمایا ہے کہ یہ ایک پرانا قانون ہے اور چل رہا ہے اور ان کو جو آسائشیں ملتی ہیں وہ انہیں بھی معلوم ہیں ہمیں بھی معلوم ہیں۔ میں یہ درخواست کرنا

چاہتا ہوں کہ ان اداروں کو بھی تحفظ یافتہ اداروں میں شامل کرنے کے لئے کوئی غور و فکر کریں تو اس سے چھوٹے ملازمین کو فائدہ ہوگا۔ میں یہ بھی پوچھنا چاہوں گا کہ کیا وزیر موصوف اس کے لئے تیار ہیں؟

وزیر محنت و انسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور): جناب سپیکر! اس سلسلے میں قانون میں ترمیم کی ضرورت ہے۔ میں on the floor of the House یہاں کھڑا ہو کر کہہ دوں کہ میں تیار ہوں، اس میں میری خالی تیاری کی بات نہیں ہے، اس میں The law has to be amended اور اس میں ہم دیکھ لیتے ہیں کہ اس میں کیا constrains ہیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ .Whatever is possible اگلا سوال محترمہ راحیلہ انور کا ہے لیکن اس کا جواب ابھی تک نہیں آیا۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! اس کا نوٹس لیں، اس کا جواب آپ کو لینا چاہئے تھا، جو اس کا ذمہ دار تھا جس نے جواب نہیں دیا اس کا نوٹس لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (رانا بابر حسین): جناب سپیکر! اس سوال کا جواب آ چکا ہے اور by hand آیا تھا، اصل میں اس میں کچھ دن درکار تھے، اس لئے اس کا ہم اسمبلی میں جواب نہیں دے سکے، مجھے جو کل انفارمیشن ملی ہے وہ یہ ہے کہ اس سوال کا جواب آ چکا ہے لیکن اسمبلی تک وہ اس کا جواب پہنچا نہیں سکے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! اس سوال کو pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (رانا بابر حسین): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: سوالات مکمل ہو گئے ہیں۔

نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

(جو ایوان کی میز پر رکھا گیا)

ممبران اسمبلی کے بیرون ممالک دوروں پر پابندی سے متعلقہ تفصیلات

*6057: چودھری اشرف علی انصاری: کیا وزیر خزانہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ Austerity Measures کے تحت ممبران اسمبلی کے بیرون ممالک دوروں پر پابندی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ Austerity Measures کے تحت سرکاری افسران کے بیرون ممالک دوروں پر کوئی پابندی نہ ہے؟

(ج) کیا حکومت ممبران اسمبلی کو Capacity Building اور Parliamentary Affairs اور Parliamentary Procedures سے آگاہی کے لئے بیرون ممالک ورکشاپ اور سیمینار میں شرکت کے لئے بھیجنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات سے معزز ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا):

(الف) جی ہاں! ممبران اسمبلی کو گورنمنٹ کے اخراجات پر محکمہ خزانہ پنجاب کی طرف سے جاری کردہ Austerity Measures کے تحت بیرون ممالک دوروں پر جانے کی مکمل پابندی ہے۔ تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جی نہیں۔ تمام سرکاری افسران / ماتحت عملہ کے لئے گورنمنٹ اخراجات پر محکمہ خزانہ پنجاب کی طرف سے جاری کردہ Austerity Measures کے تحت بیرون ممالک دوروں پر پابندی ہے۔ تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) یہ سوال محکمہ خزانہ کے متعلقہ نہ ہے۔ اس لئے مجاز اتھارٹی (محکمہ قانون پنجاب) اس کا جواب دے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

ضلع میانوالی میں پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ سے متعلقہ تفصیلات

167: ڈاکٹر صلاح الدین خان: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا ضلع میانوالی میں پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کی طرف سے تعمیر کردہ کوئی لیبر کالونی ہے؟

(ب) یہ کالونی کب تعمیر کی گئی؟

(ج) کیا حکومت مزید کوئی کالونی تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ محمد اشفاق سرور):

(الف) ضلع میانوالی میں پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کی طرف سے تعمیر کردہ کوئی لیبر کالونی نہیں ہے۔

(ب) اس کا جواب دے دیا گیا ہے۔

(ج) حکومت تاحال ایسی کوئی لیبر کالونی کی تعمیر کاارادہ نہیں رکھتی۔تاہم لیبر کالونی تعمیر کرنے کے لئے درج ذیل شرائط کاپوراہونالازمی ہے:

1. مناسبState Landکی دستیابی،عدم دستیابی کی صورت میںPrivate Landکاہونا۔
2. کالونی کی تعمیر کی جگہ سے10سے20کلومیٹر قطر میں مناسب تعداد میں Industrialورکرز کا ہونا۔
3. تعمیر کے لئے مجوزہ جگہ مین روڈ سے قابل رسائی ہونی چاہئے۔
4. منصوبہ کے علاقہ میں بنیادی سہولیات جیساکہ پانی، سیوریج کانظام، بجلی، گیس اور ٹیلیفون کا دستیاب ہونا۔

صوبہ کواین ایف سی ایوارڈ کے تحت ملنے والی رقم سے متعلقہ تفصیلات

425: میاں محمد اسلام اسلم: کیاوزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب کو این ایف سی ایوارڈ کے تحت کتنی رقم وفاق سے سال14-2013اور 15-2014کے دوران ملی؟

(ب) صوبائی حکومت ہر ضلع کو ترقیاتی اور غیر ترقیاتی اخراجات کی مد میں کتنی رقم دیتا ہے، سال15-2014تک کتنی رقم فراہم کی گئی ہے؟

(ج) ضلع رحیم یار خان کو اب تک حکومت پنجاب نے غیر ترقیاتی اور ترقیاتی منصوبوں کی مد میں کتنی رقم فراہم کی ہے، مالی سال14-2013اور مالی سال15-2014کی مکمل تفصیل بتائی جائے؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا):

(الف) صوبہ پنجاب کو این ایف سی ایوارڈ کے تحت وفاق سے مالی سال14-2013میں 613,671.730ملین روپے جبکہ مالی سال15-2014میں(مورخہ31.12.14تک) 304,215.364 ملین روپے کی رقم وصول ہوئی جس کی تفصیل تتمہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مالی سال15-2014 کے لئے حکومتِ پنجاب نے ضلعی حکومتوں کو پی ایف سی ایوارڈ کے تحت مبلغ241,675.252 ملین روپے مختص کئے ہیں جس کی تفصیل تتمہ(ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔اس میں سے اب حکومتِ پنجاب نے ضلعی حکومتوں کو

(مورخہ 31.12.14 تک) مبلغ121,098.492 ملین روپے جاری کر دیئے ہیں جس کی تفصیل تتمہ (ج)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مالی سال14۔2013 میں حکومتِ پنجاب نے ضلعی حکومت رحیم یار خان کو مبلغ 9,233.128ملین روپے جاری کئے۔ جبکہ مالی سال15۔2014(مورخہ 31.12.14 تک)میں حکومتِ پنجاب نے ضلعی حکومت رحیم یار خان کو مبلغ5,369.839 ملین روپے جاری کئے ہیں جس کی تفصیل تتمہ (د)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

یونین کونسل198 شادمان لاہور میں واقع بیوٹی پارلرز سے متعلقہ تفصیلات

1238: محترمہ نگہت شیخ: کیاوزیرآبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) شادمان یونین کونسل198 لاہور میں کتنے بیوٹی پارلر کس کس نام سے کام کر رہے ہیں ان کے مالکان کے نام بھی بتائے جائیں؟

(ب) مذکورہ پارلرز نے اپنے قیام سے اب تک کتنا ٹیکس خزانہ سرکار میں جمع کروایا اگر نہیں کروایا تو وجوہات بیان کی جائیں؟

(ج) کیاان پارلرز کو رجسٹرڈاور کمرشلائز کروایا گیا ہے ان کے چیک اینڈ بیلنس کے لئے حکومت نے کوئی قواعد وضوابط وضع کئے ہیں،اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیرآبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) پراپرٹی ٹیکس ریکارڈ کے مطابق شادمان یونین کونسل198 لاہور میں واقع علاقہ جات میں مندرجہ ذیل بیوٹی پارلر کام کر رہے ہیں۔

	نام بیوٹی پارلر	نام مالک
(i)	عصمہ بیوٹی پارلر	ملک محمد نواز ولد ملک محمد خان
(ii)	علیز بیوٹی پارلر	مسماۃ حنا ارشد زوجہ شیخ محمد ارشد

(ب) مذکورہ پارلرز نے اپنے قیام سے اب تک مبلغ۔/320,814روپے پراپرٹی ٹیکس کی مد میں خزانہ سرکار میں جمع کروائے ہیں جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

	نام بیوٹی پارلر	اداشدہ پراپرٹی ٹیکس
(i)	عصمہ بیوٹی پارلر	148,088/۔
(ii)	علیز بیوٹی پارلر	172,726/۔

(ج) محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن سے متعلقہ نہ ہے۔

چائلڈ لیبر کے خاتمہ سے متعلقہ ہونے والے اقدامات کی تفصیلات

334: ڈاکٹر عالیہ آفتاب: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-
(الف) کیا چائلڈ لیبر کو مکمل طور پر ختم کیا جا چکا ہے؟
(ب) اگر نہیں تو حکومت چائلڈ لیبر کو ختم کرنے کے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے، تفصیل بیان فرمائیں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ محمد اشفاق سرور):

(الف) چائلڈ لیبر کا خاتمہ حکومت کی اوّلین ترجیح ہے لیکن بہت سے معاشی، معاشرتی اور سماجی عوامل ایسے ہیں جو چائلڈ لیبر کے خاتمے کی راہ میں رکاوٹ ہیں۔ موجودہ قانون Employment of Children Act, 1991 کو مزید مؤثر اور ILO کے متعلقہ کنونشنز کے عین مطابق بنانے کے لئے اس پر نظر ثانی کرتے ہوئے ایک نیا قانون Punjab Prohibition of Employment of Children Act, 2014 ڈرافٹ کیا گیا ہے جس کی منظوری وزیر اعلیٰ پنجاب دے چکے ہیں اور بعد از ضروری کارروائی اسے قانون سازی کے لئے اسمبلی میں پیش کیا جائے گا۔ نئے قانون کا مقصد تمام شعبہ جات میں چائلڈ لیبر کا مکمل خاتمہ ہے اور اس کا اطلاق قانون سازی کا عمل مکمل ہوتے ہی شروع ہو جائے گا۔ فی الوقت قانون سازی کے ذریعے تمام خطرناک شعبہ جات میں بچوں کی ملازمت ممنوع قرار دی جا چکی ہے۔ ممنوعہ شعبہ جات کی لسٹ بطور ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے اور چائلڈ لیبر کے خاتمے کے لئے ضروری اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں جن کا ایک اجمالی جائزہ سوال (ب) کے جواب میں دیا جا رہا ہے۔

(ب) محکمہ محنت کے فیلڈ افسران متعلقہ چائلڈ لیبر قوانین پر عملدرآمد کی ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں اور خلاف ورزی کی صورت میں مجاز عدالتوں میں آجران کے خلاف چالان پیش کرتے ہیں۔ بعد ازاں محکمہ کی کاوشوں کے نتیجے میں آجران کو جرمانہ بھی کیا جاتا ہے جس کی تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ حکومت پاکستان نے کنونشن نمبر 138 برائے کم عمری اور کنونشن نمبر ی182 برائے Worst Forms of Child Labour کو ratify کیا ہوا ہے جو کہ حکومت کی غیر متزلزل عزم اور کاوشوں کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ آئین

پاکستان کے تحت بھی بچوں کا تحفظ تسلیم شدہ ہے۔ درج بالا آئینی اور بین الاقوامی وعدوں کی تکمیل کے لئے قانونی اور انتظامی اقدامات اٹھائے گئے ہیں مثلاً Factories Act,1934 کے سیکشن 50 اور 1969 ,Shops & Establishment Ordinance کے سیکشن 20 کے تحت بچوں کی ملازمت ممنوع قرار دی گئی ہے۔ تاہم خصوصی قانون یعنی Employment of Children Act, 1991 کے تحت بعض خطرناک شعبوں میں بچوں کی ملازمت ممنوع قرار دی گئی ہے۔ ممنوعہ خطرناک شعبہ جات کی لسٹ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا، موجودہ قانون Employment of Children Act, 1991 کو مزید مؤثر اور ILO کے متعلقہ کنونشنز کے عین مطابق بنانے کے لئے اس پر نظر ثانی کرتے ہوئے ایک نیا قانون Punjab Prohibition of Employment of Children Act, 2014 ڈرافٹ کیا گیا ہے جس کی منظوری وزیر اعلیٰ پنجاب دے چکے ہیں اور بعد از ضروری کارروائی اسے قانون سازی کے لئے اسمبلی میں پیش کیا جائے گا۔ اس قانونی ذمہ داریوں کی ادائیگی کے علاوہ محکمہ محنت نے چائلڈ لیبر کے خاتمے کے ضمن میں درج ذیل سالانہ ترقیاتی سکیموں کا اجراء بھی کیا ہے جن کا مقصد بھٹوں پر کام کرنے والے مزدوروں کے بچوں کو تعلیمی سہولیات فراہم کرنا ہے جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے:

حکومت پنجاب نے چائلڈ لیبر کے لئے ایک جامع پراجیکٹ بنام Integrated Project to Promote Decent Work for Vulnerable Workers بھی شروع کر دیا ہے جو کہ 5۔ارب سے زائد لاگت سے جاری ہے۔ اس Integrated Project کے مقاصد میں چائلڈ لیبر کا خاتمہ بھی شامل ہے۔ یہ پراجیکٹ پورے صوبہ میں متعلقہ محکمہ جات کے تعاون سے بتدریج شروع کیا جارہا ہے۔ اس کے نتیجے میں خاطر خواہ نتائج منظر عام پر آنے کے قوی امکانات ہیں۔

بنک آف پنجاب میں قرضہ کی فراہمی سے متعلقہ تفصیلات

625: میاں طارق محمود: کیا وزیر خزانہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات میں دی بنک آف پنجاب کی کون کون سی برانچز کہاں کہاں واقع ہیں تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اس وقت بنک نے کتنی رقم قرض داروں کو کون کون سی سکیم کے تحت جاری کی ہے، تفصیل دیں؟

(ج) بنک کی انتظامیہ نے قرض داروں سے کتنی رقم وصولی کر لی ہے اور کتنی بقایا ہے، تفصیل بتائیں؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا):

(الف) ضلع گجرات میں بنک آف پنجاب کی سولہ برانچیں کام کر رہی ہیں جن کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس وقت تک بنک نے کل رقم مبلغ /-230,035,366 روپے قرض کی مد میں جاری کئے ہیں جس کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ جن سکیموں کے لئے یہ قرض جاری کیا گیا ہے اس کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) بنک نے اب تک مبلغ /102,362,580 روپے قرض کی مد میں وصولی کی ہے جس کی تفصیل تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ قرض داروں سے واجب الادا رقم مبلغ /127,672,786 روپے ہے جس کی تفصیل تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محکمہ محنت کی طرف سے مزدوروں کی بہتری کے لئے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیلات

458: جناب محمد شاویز خان: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ محنت مزدوروں کی بہتری کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہا ہے اور کم از کم مزدور کی آمدنی کتنی مقرر ہے؟

(ب) مزدوروں کے لئے صوبہ بھر میں کتنے ہسپتال بنائے گئے ہیں اور ان کے بچوں کی تعلیم کے لئے کتنے سکول موجود ہیں؟

(ج) کیا سرکاری ملازمتوں میں مزدوروں کے بچوں کا کوٹا مقرر ہے، اگر نہیں تو کیا حکومت یہ کوٹا مقرر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ محمد اشفاق سرور):

(الف) مروجہ لیبر قوانین کا مؤثر نفاذ اور اطلاق محکمہ محنت کی بنیادی ذمہ داری ہے جس کے ذریعے حکومت نے مزدوروں کی فلاح اور بہتری کے اقدامات کو قانونی شکل دے کر یقینی بنایا ہے۔ محکمہ لیبر صنعتی اداروں میں کارکنان کے اوقات کار، ہفتہ واری و سرکاری تعطیلات، کم از کم اجرت، کام کے دوران کارکنان کی صحت و تحفظ، یونین سازی، چائلڈ لیبر و جبری مشقت کا خاتمہ، صنعتی و تجارتی اداروں کی رجسٹریشن، اجرت کی ادائیگی میں تاخیر یا غیر قانونی کٹوتی کے ازالے اور دوران کار حادثاتی اموات و معذوری کے معاوضے کے متعلق قوانین پر عملدرآمد کو یقینی بناتا ہے۔ ادارہ سوشل سکیورٹی تحفظ یافتہ کارکنان اور ان کے لواحقین بشمول والدین کو حسب ضابطہ جملہ طبی سہولیات کے علاوہ متعدد مالی فوائد فراہم کر رہا ہے اور ان فوائد میں مزید بہتری کے لئے وقتاً فوقتاً اقدامات بھی کرتا رہتا ہے۔ تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ مزدوروں کی فلاح و بہبود کے لئے رہائشی کالونیاں، سکول اور کالج کی تعمیر کی سہولت فراہم کرتا ہے اور پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ نے صوبہ بھر میں اب تک 29 لیبر کالونیاں بنائی ہیں مزید برآں مزدوروں کی بچیوں کی شادی پر ایک لاکھ روپے شادی گرانٹ اور مزدور کی فوتیدگی پر ان کے لواحقین کو پانچ لاکھ روپے ڈیتھ گرانٹ دی جاتی ہے اور مزدوروں کے بچوں کو تعلیمی وظائف دیئے جاتے ہیں۔ تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ کم از کم تنخواہ حکومت کی جانب سے بمطابق Minimum Wages Ord مقرر ہوتی ہے۔ اس وقت غیر ہنر مند افراد کی کم از کم تنخواہ 12,000/- روپے ماہانہ مقرر کی گئی ہے جس کا اطلاق مورخہ یکم جولائی 2014 سے ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ مختلف category کے دیگر ملازمین کی کم از کم تنخواہ بھی اسی تناسب سے بڑھا دی گئی ہے۔

(ب) ادارہ سوشل سکیورٹی کے تحت صوبہ بھر میں مزدوروں کے لئے پندرہ سوشل سکیورٹی ہسپتال کام کر رہے ہیں۔ جن کی تفصیل ضمیمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ مزدوروں کے بچوں کی مفت تعلیم کے لئے صوبہ بھر میں 63 سکول موجود ہیں۔ جن کی تفصیل ضمیمہ (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) سرکاری ملازمتوں میں مزدوروں کے بچوں کا فی الوقت کوئی کوٹا مقرر نہ ہے تاہم ایسے کسی بھی کوٹے کا تعین ایک policy matter ہے جو کہ محکمہ لیبر کے دائرہ اختیار سے باہر ہے۔

ٹریژری آفس ساہیوال میں ملازمین کی تعداد سے متعلقہ تفصیلات

632: جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): کیا وزیر خزانہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ٹریژری آفس ضلع ساہیوال میں گریڈ اور عہدہ وار اسامیوں کی تعداد بتائیں، کتنی اسامیاں کس کس گریڈ کی خالی ہیں؟

(ب) کس کس ملازم کے خلاف کس کس بناء پر سال 2011-12 اور 2013-14 کے دوران محکمانہ اور قانونی کارروائی کی گئی؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا):

(الف) ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفس ساہیوال میں کل 93 ملازمین تعینات ہیں جن میں سے 49 ملازمین صوبہ پنجاب اکاؤنٹس گروپ کے ہیں جن کا ایڈمنسٹریٹو کنٹرول فنانس ڈیپارٹمنٹ پنجاب کے پاس ہے جن کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جبکہ 44 ملازمین کا تعلق آڈٹ گروپ سے ہے جن کا ایڈمنسٹریٹو کنٹرول وفاقی حکومت اکاؤنٹنٹ جنرل پنجاب کے پاس ہے جن کی تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب)

1. سال 2011-12 میں کسی بھی آفیسر یا اہلکار کے خلاف کوئی محکمانہ کارروائی عمل میں نہیں لائی گئی۔
2. سال 2013-14 میں مختار احمد بھٹی (اکاؤنٹنٹ) کے خلاف غفلت فرائض منصبی کے ضمن میں محکمانہ کارروائی کے لئے فنانس ڈیپارٹمنٹ کو تحریر کیا گیا جس پر آفیسر مذکورہ کا تبادلہ ضلع ساہیوال سے ضلع پاکپتن کر دیا گیا اور تحریری censure کی سزا ملی۔

حلقہ پی پی-58 میں قائم فیکٹریوں میں مزدوروں کو ملنے والی مراعات سے متعلقہ تفصیلات

590: جناب احسن ریاض فتیانہ: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل تاندلیانوالہ پی پی-58 میں محکمہ محنت کے زیر سایہ کتنے مزدور کون کون سی فیکٹریوں میں کام کر رہے ہیں؟

(ب) ان فیکٹریوں سے محکمہ کتنی رقم سالانہ وصول کرتا ہے اور کتنی رقم سالانہ ان مزدوروں کو سہولیات فراہم کرنے پر خرچ کرتا ہے؟

(ج) محکمہ ان مزدوروں کو کون کون سی سہولیات فراہم کرتا ہے، کیا اس تحصیل میں کوئی لیبر کالونی بھی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ محمد اشفاق سرور):

(الف) تحصیل تاندلیانوالہ پی پی۔58 میں ادارہ محکمہ محنت کے تحت رجسٹرڈ فیکٹریوں کی تعداد 19 ہے جن میں کام کرنے والے تحفظ یافتہ کارکنان کی تعداد 1,189 ہے۔ تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) محکمہ ان فیکٹریوں سے سوشل سکیورٹی کنٹری بیوشن کی مد میں سالانہ 73 لاکھ 70 ہزار 630 روپے وصول کرتا ہے اور 60 لاکھ 26 ہزار 560 روپے ان فیکٹریوں میں کام کرنے والے تحفظ یافتہ کارکنان کو سہولیات فراہم کرنے پر خرچ کرتا ہے۔

(ج) محکمہ محنت کی جانب سے تحفظ یافتہ کارکنان کو فراہم کی جانے والی سہولیات کی تفصیل درج ذیل ہے:

(i) علاج معالجہ و دیگر طبی سہولتیں۔

(ii) بیماری کی صورت میں معاوضہ۔

(iii) دوران کار زخمی ہونے کی صورت میں معاوضہ۔

(iv) عدت کے دوران معاوضہ۔

(v) زچگی کے دوران معاوضہ۔

(vi) معاوضہ کفن دفن۔

(vii) معذوری کی صورت میں پنشن۔

(viii) ورکر کے دوران کار فوت ہونے کی صورت میں بیوہ اور بچوں کی پنشن۔

(ix) دوران بیماری ہسپتال جانے کے لئے کرایہ کی ادائیگی۔

(x) محنت کشوں کو ان کی تمام بچیوں کی شادی پر ایک لاکھ روپے کے حساب سے بطور میرج گرانٹ ادا کر رہا ہے

(xi) پانچ لاکھ روپے فی کس فوتیدگی گرانٹ محنت کش کی موت پر ان کے لواحقین کو ادا کی جاتی ہے۔

(xii) نیز مزدوروں کے بچوں کو اعلیٰ تعلیم کے لئے تعلیمی وظائف بھی دیئے جاتے ہیں۔

تحصیل تاندلیانوالہ میں محکمہ محنت کی کوئی لیبر کالونی نہ ہے کیونکہ یہاں پر ورکرز کی تعداد بہت کم ہے اور زیادہ تر فیکٹریاں سیزنل ہیں۔ کسی بھی مقام پر لیبر کالونی کے قیام کے لئے مناسب تعداد میں صنعتی اداروں اور مزدوروں کی موجودگی ضروری ہے۔ تاہم موزوں حالات ہونے کی صورت میں لیبر کالونی کی تعمیر پر غور ہو سکتا ہے۔

بنک آف پنجاب میں ڈیفالٹرز سے متعلقہ تفصیلات

635: جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) ضلع ساہیوال میں بنک آف پنجاب کی کتنی برانچیں کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ان برانچوں سے 12-2011 اور 14-2013 کے دوران کتنا قرضہ کس کس مقصد اور کتنے عرصہ کے لئے جاری کیا، تفصیل بتائیں؟

(ج) اس وقت ان برانچوں کے ڈیفالٹرز کی تعداد کتنی ہے۔

(د) مذکورہ عرصہ کے قرض داروں نے اب تک کتنا قرضہ واپس کر دیا ہے اور کتنی رقم ابھی تک بقایا ہے اور کب تک واپس ہو جائے گی، علیحدہ علیحدہ تفصیل سے آگاہ کریں۔

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا):

(الف) ضلع ساہیوال میں بنک آف پنجاب کی چار برانچیں مندرجہ ذیل جگہوں پر کام کر رہی ہیں:

1۔ راشد منہاس شہید روڈ، ساہیوال 2۔ لیاقت روڈ، ساہیوال

3۔ چیچہ وطنی، ریلوے روڈ، ساہیوال 4۔ کالج چوک، ساہیوال

(ب) ان برانچوں سے 12-2011 اور 14-2013 کے دوران قرضہ جات کی تفصیل درج ذیل ہے:

2011-12 جاری شدہ قرضہ۔ /8,382,343 روپے

2013-14 جاری شدہ قرضہ۔ /33,551,383 روپے

یہ قرضہ جات جن مقاصد کے لئے جاری کئے گئے اس کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ قرضہ جات کی میعاد کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) اس وقت ان برانچوں کے ڈیفالٹرز کی کل تعداد ایک ہے جس کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) سال 12-2011 کے قرض داروں نے مبلغ -/1,610,816 روپے واپس کئے ہیں جبکہ سال 14-2013 کے قرض داروں نے مبلغ -/6,937,424 روپے واپس کئے ہیں جس کی تفصیل تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ سال 12-2011 کے قرض داروں پر مبلغ -/6,771,526 روپے کا قرض واجب الادا ہے جبکہ سال 14-2013 کے قرض داروں پر مبلغ -/26,613,959 روپے کا قرض واجب الادا ہے جس کی تفصیل تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سال 12-2011 کے قرض کی متوقع واپسی تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سال 14-2013 کے قرض کی متوقع واپسی تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

صنعتی مزدوروں کے بچوں کو ایجوکیشن سیس سے متعلقہ تفصیلات

877: محترمہ نگہت شیخ: کیا وزیر محنت و انسانی وسائل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال 2014 کے دوران کتنے صنعتی مزدوروں کے بچوں کو ایجوکیشن سیس کی مد میں تعلیمی وظائف دیئے گئے؟

(ب) سال 2014 کے دوران کن کن صنعتوں کے کن کن مزدوروں کے بچوں کو تعلیمی وظائف دیئے گئے، ماہانہ تفصیل فراہم کی جائے نیز کیا یہ وظائف ماہانہ کی بنیاد پر دیا جاتا ہے یا کہ سالانہ کی بنیاد پر تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر محنت و انسانی وسائل (راجہ محمد اشفاق سرور):

(الف) صنعتی مزدوروں کے بچوں کو ایجوکیشن سیس کی مد میں کوئی تعلیمی وظائف نہیں دیئے جاتے۔

(ب) جواب جز (الف) ملاحظہ فرمائیں۔

گجرات: ترقیاتی منصوبوں سے متعلقہ جاری کردہ فنڈز سے متعلقہ تفصیلات

735: میاں طارق محمود: کیا وزیر خزانہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری 2014 سے آج تک ضلع گجرات میں کون کون سے ترقیاتی منصوبوں کے لئے گرانٹ جاری کی گئی، ان منصوبوں کے نام، تخمینہ لاگت کی تفصیل بتائیں؟

(ب) کیا یہ تمام منصوبہ جات موجودہ مالی سال میں یا آئندہ مالی سال میں مکمل ہو جائیں گے، وضاحت کریں؟

(ج) کیا حکومت جن منصوبہ جات پر کام فنڈز نہ ہونے کی وجہ سے بند پڑا ہے ان کے لئے فنڈز جاری کرنے اور ان کو مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا):

(الف) ضلع گجرات میں یکم جنوری 2014 سے آج تک جن ترقیاتی منصوبہ جات کے لئے گرانٹ جاری کی گئی ہے ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جو منصوبہ جات سال 14-2013 میں شروع ہوئے تھے وہ مکمل ہو چکے ہیں اور جن منصوبہ جات کے پورے فنڈز سال 15-2014 میں آئے ہیں ان میں سے بیشتر منصوبہ جات 15-06-30 تک پایۂ تکمیل تک پہنچ گئے ہیں ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ تاہم جن منصوبہ جات کے لئے فنڈز مالی سال 15-2014 کے آخر میں دیئے گئے ہیں وہ مالی سال 16-2015 میں مکمل ہو جائیں گے۔

(ج) ڈی سی او گجرات کی رپورٹ کے مطابق ضلع گجرات میں یکم جنوری 2014 کے بعد شروع ہونے والے کسی منصوبہ پر بھی فنڈز نہ ہونے کی وجہ سے کام بند نہ ہے۔

بہاولنگر: مزدوروں کو فراہم کردہ سہولیات

879: جناب محمد نعیم انور: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

ضلع بہاولنگر میں مزدوروں کے علاج معالجہ ان کی رہائش اور بچوں کی تعلیم کے لئے حکومت کیا کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ محمد اشفاق سرور):

1۔ محکمہ محنت نے ضلع بہاولنگر میں مزدوروں اور اُن کے لواحقین کے علاج معالجہ کے لئے ایک سوشل سکیورٹی ڈسپنسری اور تین سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر قائم کئے ہیں جہاں ان کو آؤٹ ڈور کی بنیاد پر مفت ادویات کی فراہمی، لیبارٹری ٹیسٹ، ایکسرے کی سہولت اور ایمرجنسی کی صورت میں ابتدائی طبی امداد کی سہولت وغیرہ شامل ہیں۔

2۔ ایمبولینس کی چوبیس گھنٹے سہولت دی جاتی ہے۔

3۔ محکمہ محنت مزدوروں کے بچوں کے لئے تعلیمی وظائف فراہم کرتا ہے۔

4۔ محکمہ محنت نے ایک ترقیاتی منصوبہ جس کا نام "چائلڈ لیبر اور بھٹوں پر جبری مشقت کے خاتمے کا پروگرام" شروع کیا ہے۔

پروگرام ہذا کے تحت ضلع بہاولنگر میں مندرجہ ذیل سرگرمیاں شروع کی جارہی ہیں۔

(i) چائلڈ لیبر اور بھٹوں پر جبری مشقت کے خاتمے کے لئے 05 سے 14 سال کے بچوں کے لئے غیر رسمی بنیادی تعلیمی سکول قائم کئے جائیں گے جن میں بچوں کو پرائمری تک مفت تعلیم دی جائے گی۔

(ii) 14 سے 18 سال کی بڑی عمر کے بچوں کے لئے لٹریسی اور فنی تعلیم کے لئے سنٹرز قائم کئے جائیں گے جن کے ذریعے ان بچوں کو مفت لٹریسی اور فنی تعلیم سے آراستہ کیا جائے گا جس سے ان کے خاندانوں کے روزگار میں خاطر خواہ اضافہ ہوگا اور وہ معاشرے کے مفید شہری بن سکیں گے۔

(iii) بچوں کے علاج معالجہ کے لئے حکومت پنجاب کے محکمہ صحت اور سوشل سکیورٹی انسٹیٹیوٹ کے اشتراک سے خصوصی میڈیکل کیمپس کا انعقاد کیا جائے گا۔

گوجرانوالہ: روزگار سکیم کے تحت گاڑیوں کے لئے درخواستوں کی وصولی سے متعلقہ تفصیلات

754: چودھری اشرف علی انصاری: کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں وزیر اعلیٰ روزگار سکیم کے تحت گاڑیوں کے حصول کے لئے کل کتنی درخواستیں موصول ہوئیں؟

(ب) درخواست دہندگان سے فی درخواست کتنے پیسے وصول کئے گئے اور اس ضمن میں کل کتنی رقم اکٹھی ہوئی؟

(ج) مذکورہ ضلع میں کل کتنی گاڑیاں بذریعہ قرعہ اندازی تقسیم کی گئیں اور ان گاڑیوں پر کتنی رقم حکومت سبسڈی کی مد میں ادا کرے گی، تفصیل سے معزز ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا):

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں سکیم ہذا کے تحت 6062 (سوزوکی بولان 5090 سوزوکی راوی 972) درخواستیں موصول ہوئیں۔

(ب) درخواست دہندگان کو درخواست فارم بغیر کسی قیمت کے تقسیم کئے گئے تاہم مبلغ 2000 روپے ہر درخواست گزار نے اپنی درخواست کے ساتھ برائے پروسیسنگ جمع کروائے۔

گوجرانوالہ سے ٹوٹل مبلغ 12.124 ملین روپے درخواست گزاروں سے پروسیسنگ چارجز وصول کئے گئے۔

(ج) ٹوٹل 359 گاڑیاں کامیاب امیدواروں کو دی گئیں۔ ضلع گوجرانوالہ کے لئے دو ہزار بیاسی گاڑیاں مختص تھیں جن میں 1041 سوزوکی بولان اور 1041 سوزوکی راوی جو تیرہ ماہ میں درخواست گزاروں کے حوالے کی جائیں گی۔ سبسڈی کی رقم جو گورنمنٹ آف پنجاب نے ادا کرنی ہے اس کا شمار KIBOR کے حوالے سے ہر تین مہینے کے لئے کیا جاتا ہے۔ پانچ سالوں میں سبسڈی کی رقم جو گوجرانوالہ ضلع کے لئے ادا کی جائے گی وہ تقریباً 316 ملین ہے۔

سوشل سکیورٹی ہسپتال چونگی ملتان روڈ لاہور سے متعلقہ تفصیلات

891: محترمہ فائزہ احمد ملک: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) نواز شریف سوشل سکیورٹی ہسپتال ملتان روڈ چونگی لاہور کتنے بیڈز اور بلاک کا ہسپتال ہے یہ کب بنا تھا اس کی تعمیر کے مقاصد کیا تھے؟

(ب) کیا اس میں صرف فیکٹریوں / کارخانوں کے رجسٹرڈ کارکنوں کا علاج ہوتا ہے یا عوام الناس بھی یہاں سے استفادہ کر سکتے ہیں؟

(ج) اس میں روزانہ کتنے مریض ان ڈور اور آؤٹ ڈور میں علاج معالجہ کی خاطر آتے ہیں؟

(د) یہاں پر داخل مریضوں کو حکومت کی جانب سے کیا کیا سہولیات فراہم کی جاتی ہیں؟

(ہ) کیا یہاں پر میجر آپریشن کئے جاتے ہیں تو کس کس مرض کا میجر آپریشن یہاں پر کیا جاتا ہے؟

(و) کیا اس ہسپتال میں وہ تمام سہولیات مریضوں کو میسر ہیں جو کہ سروسز ہسپتال، جناح ہسپتال، میو ہسپتال یا اسی طرح کے دیگر ہسپتال میں مریضوں کو میسر ہیں، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ محمد اشفاق سرور):

(الف) نواز شریف سوشل سکیورٹی ہسپتال ملتان روڈ لاہور 31 ڈیپارٹمنٹ پر مشتمل 550 بیڈز کا ہسپتال ہے جس کا افتتاح 1991 میں اس وقت کے وزیر اعلیٰ میاں محمد نواز شریف نے کیا تھا۔ اس ہسپتال کے قیام کا مقصد سوشل سکیورٹی سکیم کے تحت رجسٹرڈ صنعتی، تجارتی و دیگر اداروں میں کام کرنے والے تحفظ یافتہ کارکنان اور ان کے لواحقین کو مفت طبی سہولیات

کی فراہمی ہے۔نواز شریف سوشل سکیورٹی ہسپتال ملتان روڈ لاہور میں موجود مختلف شعبہ جات اور بیڈز کی تفصیل ضمیمہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) نواز شریف سوشل سکیورٹی ہسپتال ملتان روڈ لاہور میں سوشل سکیورٹی سکیم کے تحت رجسٹرڈ فیکٹریوں / کارخانوں اور دوسرے کمرشل اداروں میں کام کرنے والے تحفظ یافتہ کارکنان اور ان کے لواحقین کا علاج ہوتا ہے تاہم کسی ایمرجنسی / ناگہانی صورت میں عوام الناس کو بھی علاج فراہم کیا جاتا ہے۔

(ج) نواز شریف سوشل سکیورٹی ہسپتال میں روزانہ ان ڈور میں اوسطاً66 اور آؤٹ ڈور میں اوسطاً1,356 مریض علاج معالجہ کی خاطر آتے ہیں۔

(د) نواز شریف سوشل سکیورٹی ہسپتال میں داخل مریضوں کو جملہ علاج معالجہ و مفت ادویات کی سہولیات کے علاوہ خرچہ خوراک کی مد میں 100 روپے یومیہ بھی دیا جاتا ہے۔

(ہ) نواز شریف سوشل سکیورٹی ہسپتال میں تقریباً تمام بڑے امراض کے آپریشن کئے جاتے ہیں لیکن پیڈیاٹرک سرجری، نیوروسرجری، کاکلیئر ایمپلانٹ اور آرگن ٹرانسپلانٹ کی سہولت ہسپتال ہذا میں موجود نہ ہے البتہ مذکورہ سرجریز کے لئے مریضوں کو دوسرے ہسپتالوں میں ریفر کر دیا جاتا ہے جہاں یہ سہولت موجود ہو اور اس کے تمام اخراجات ادارہ خود برداشت کرتا ہے۔

(و) نواز شریف سوشل سکیورٹی ہسپتال میں وہ تمام سہولیات میسر ہیں جو کہ سروسز ہسپتال، جناح ہسپتال، میو ہسپتال یا اسی طرح کے دیگر ہسپتالوں میں مریضوں کو میسر ہیں اور ان سہولیات کے علاوہ ہسپتال مریضوں کو درج ذیل سہولیات بھی فراہم کرتا ہے:۔

i۔ 100 فیصد مفت علاج کی سہولت۔

ii۔ مریضوں کے علاج یا ٹیسٹ کے لئے اگر کوئی سہولت ہسپتال ہذا میں موجود نہیں ہے تو مریضوں کو PESSI قانون و قاعدے کے مطابق دوسرے پبلک یا پرائیویٹ ہسپتال / لیبارٹری میں ریفر کیا جاتا ہے اور وہاں پر ٹیسٹ / علاج کے اخراجات ادارہ خود برداشت کرتا ہے۔

iii۔ دوسرے ہسپتالوں / لیبارٹری میں علاج یا ٹیسٹ کی غرض سے ریفر کئے گئے مریضوں کو ٹرانسپورٹ کی سہولت مہیا کی جاتی ہے۔

iv۔ داخل مریضوں کو۔/100روپے یومیہ کے حساب سے خوراک کے اخراجات بھی دیئے جاتے ہیں۔

لاہور میں قائم فیکٹریوں سے متعلقہ تفصیلات

1218: محترمہ حنا پرویز بٹ: کیاوزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع لاہور میں کتنی فیکٹریاں رجسٹرڈاور کتنی فیکٹریاں رجسٹرڈ نہ ہیں؟

(ب) ان فیکٹریوں میں ملازمین کی تعداداوران کوکون کون سی سہولیات فراہم کی گئی ہیں؟

(ج) حکومت اور فیکٹری مالکان کی طرف سے گزشتہ پانچ سال میں دوران ڈیوٹی وفات پانے والے یاحادثے کاشکار ہونے والے کون کون سے ملازمین کے لواحقین کومالی امداد دی گئی؟

وزیر محنت وانسانی وسائل(راجہ محمد اشفاق سرور):

(الف) ضلع لاہور میں31۔دسمبر2015تک 2142 فیکٹریاں رجسٹرڈ ہیں اور تقریباً500 کے لگ بھگ فیکٹریاں رجسٹرڈ نہ ہیں جن کا صحیح تعین کرنا مشکل ہے اور اس ماہِ20۔جنوری2016 تک 71 فیکٹریاں رجسٹرڈ ہوچکی ہیں۔

(ب) ان فیکٹریوں میں ملازمین کی تعداد123897ہے اور ملازمین کی صحت و سلامتی کے لئے فیکٹریوں میں بہتر انتظامات کئے گئے ہیں۔قانون کے مطابق فیکٹری مالکان وآجران اس امر کے پابند ہیں کہ وہاں پر حالاتِ کار کو بہتر رکھیں۔ محکمہ ہذا کی زیر نگرانی پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کی جانب سے تحفظ یافتہ کارکنان کے بچوں کی ورکرز ویلفیئر سکولوں میں مفت تعلیم و تمام کارکنان کے بچوں کی تعلیم کے لئے وظائف جبکہ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے والے بچوں کی تعلیم کے تمام اخراجات ادا کئے جاتے ہیں، بیٹیوں کی شادی پر مبلغ -/1,00,000روپے فی کس میرج گرانٹ۔ کارکنان کی دورانِ ملازمت فوتیدگی کی صورت میں مبلغ-/5,00,000روپے فی کس ڈیتھ گرانٹ ادا کی جاتی ہے۔مزید برآں لیبر کالونیوں میں رہائشی فلیٹس اورپلاٹس بذریعہ قرعہ اندازی دیئے جاتے ہیں۔

اس کے علاوہ محکمہ ہذا کی طرف سے کارکنان کو حادثاتی موت کی صورت میں مبلغ -/400000فی کس کے حساب سے معاوضہ ادا کیا جاتا ہے۔ پنجاب ایمپلائز سوشل سکیورٹی انسٹیٹیوشن کی جانب سے فیکٹری کارکنان اوران کے خاندان کے افراد کو مفت طبی سہولتیں بہم پہنچائی جاتی ہیں۔مزید برآں دورانِ کار معذوری کی صورت میں پنجاب ایمپلائز سوشل

سکیورٹی انسٹیٹیوشن کی طرف سے کارکنان کو معذوری پنشن کی ادائیگی بھی کی جاتی ہے۔ ان کارکنان کو دی جانے والی طبی و مالی سہولیات کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) حکومت نے گزشتہ پانچ سال میں دورانِ ڈیوٹی وفات پانے والے یا حادثے کا شکار ہونے والے ملازمین کے لواحقین کو جو مالی امداد مہیا کی اس کی لسٹ ضمیمہ (ب و ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

راجپوت انڈسٹری سندر کی لیبر انسپکشن اور اس میں چائلڈ لیبر سے متعلقہ تفصیلات

1219: جناب محمد عارف عباسی: کیا وزیر محنت و انسانی وسائل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ "راجپوت انڈسٹری" سندر لاہور کا پچھلے دو سال سے محکمہ محنت کی مجاز اتھارٹی نے لیبر انسپکشن معائنہ نہ کیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ راجپوت انڈسٹری کے منہدم ہونے کے وقت اس میں بچوں سے مشقت (چائلڈ لیبر) لینے کا بھی انکشاف ہوا تھا اس بابت تفصیلات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر محنت و انسانی وسائل (راجہ محمد اشفاق سرور):

(الف) راجپوت پولی انڈسٹری، سندر انڈسٹریل اسٹیٹ لاہور کی متعلقہ لیبر قوانین کے تحت ایریا لیبر آفیسر نے مورخہ 28۔دسمبر 2013 کو انسپکشن کی تھی۔ تاہم 2014 کو اس فیکٹری کی دوبارہ انسپکشن نہ ہو سکی اور 4۔نومبر 2015 کو فیکٹری مذکورہ بالا میں حادثہ پیش آگیا۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ راجپوت انڈسٹری کے منہدم ہونے کے وقت اس میں بچوں سے مشقت لی جا رہی تھی۔ فیکٹریز ایکٹ 1934 کی دفعہ 50 کے تحت 14 سال سے کم عمر بچوں سے فیکٹری میں کام نہ لیا جا سکتا ہے اور 14 سال سے 18 سال کی عمر کے افراد جو کہ قانون کے تحت Adolescent کہلاتے ہیں۔ فیکٹری میں کام کر سکتے ہیں اور راجپوت انڈسٹری میں بھی 14 سے 18 سال کے کچھ نوجوان فیکٹری منہدم ہونے کے وقت کام کر رہے تھے۔

صوبہ میں چائلڈ لیبر کے خاتمہ سے متعلقہ تفصیلات

1241: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر محنت و انسانی وسائل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں چائلڈ لیبر کا رجحان بڑھ رہا ہے؟

(ب) اگر چائلڈ لیبر کے حوالے سے سرکاری سطح پر کوئی سروے ہوا تو کب ہوا اس کی مکمل تفصیل ایوان میں پیش کی جائے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ محمد اشفاق سرور):

(الف) آبادی میں اضافہ کے تناسب اور صنعتی و کمرشل بزنس کی روزافزوں ترقی کی وجہ سے چائلڈ لیبر میں کسی حد تک اضافہ بظاہر نظر آتا ہے لیکن اس سے یہ منفی نتیجہ نکالنا مناسب نہیں کہ صوبہ میں چائلڈ لیبر کا رجحان بڑھ رہا ہے۔ محکمہ لیبر کے ضلعی افسران اور ان کا ماتحت عملہ موجودہ قانون بنام Employment of Children Act,1991 پر عملدرآمد کے لئے ہمہ وقت کوشاں ہے جس کا ایک اجمالی جائزہ بطور ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا۔

علاوہ ازیں ایک دوسرا قانون جس کا نام Punjab Restriction of Employment of Children Act, 2015 ہے پنجاب کابینہ نے اس بل کی اصولی منظوری دے دی ہے۔ حتمی منظوری کے بعد یہ بل پنجاب اسمبلی میں ضروری قانون سازی کے لئے پیش کر دیا جائے گا۔ یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ موجودہ قانون کے تحت 38 خطرناک شعبہ جات میں چائلڈ لیبر ممنوع قرار دی گئی ہے جبکہ دیگر شعبہ جات میں شرائط ملازمت کو نرم کیا گیا ہے لیکن مجوزہ قانون مذکورہ کے تحت تمام شعبہ جات میں چائلڈ لیبر کو ممنوع قرار دیا جائے گا۔ تاہم فوری اقدام کے طور پر ایک آرڈیننس بنام Punjab Prohibition of Employment of Children at Brick Kilns Ordinance, 2016 نافذ کیا گیا ہے جس کے تحت جملہ DPO,AC,DCO اور SDPO صاحبان کو انسپکٹر کے اختیارات تفویض کئے گئے ہیں اور ان کی رپورٹ کارروائی روزانہ کی بنیاد پر online وصول کرنے کے بعد محکمہ لیبر میں قائم کمپیوٹرائزڈ سسٹم کے ذریعے update کی جاتی ہے۔ اس حوالہ سے 28۔ مارچ 2016 تک 6861 چھاپے مارے گئے اور 720 بھٹوں پر چائلڈ لیبر پکڑی گئی انجام کار 688 بھٹوں کے خلاف ایف آئی آر کا اندراج کیا گیا 487 بھٹہ مالکان کو گرفتار کیا گیا جبکہ 213 بھٹہ جات seal کئے جا چکے ہیں۔

(ب) پاکستان میں چائلڈ لیبر کے حوالے سے مستند اعداد و شمار دستیاب نہیں چونکہ حالیہ دور میں کوئی سروے سرکاری سطح پر نہ ہو سکا ہے۔ آخری سرکاری سروے 1996 میں وفاقی محکمہ لیبر اور ILO نے مشترکہ طور پر کیا۔ تاہم اب محکمہ محنت پنجاب صوبہ میں چائلڈ لیبر کا

حقیقی حجم معلوم کرنے کے لئے پنجاب بیورو آف سٹیٹسٹکس کی معاونت سے ایک سروے کے سلسلے میں کام کر رہا ہے جس کے لئے 14 کروڑ روپے کی خطیر رقم مختص کی گئی ہے۔ یہ منصوبہ 2017 میں پایۂ تکمیل کو پہنچے گا۔

ڈاکٹر صلاح الدین خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ یہاں وزیر محنت و انسانی وسائل بیٹھے ہیں میں آپ کے توسط سے ان کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ میانوالی سکندر آباد فیکٹری ایریا کی ہاؤسنگ کالونی کے سکولوں میں جو مزدوروں کے بچے پڑھتے ہیں اور جو آس پاس کے دیہاتوں کے بچے ہیں جنہیں beneficiary ہونا چاہئے وہاں سکولوں کی فیس double کر دی گئی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ منسٹر صاحب سے مل لیں اور انہیں اپنی بات بتائیں لیکن آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شاہ جی! آپ نے تو بہت سوالات کر لئے ہیں۔ اب سوالات کے بارے میں بات نہیں ہو سکتی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ہمیں ہر دفعہ سوالات کی دو کاپیاں فراہم کی جاتی ہیں ایک فہرست نشان زدہ سوالات و جوابات اور دوسری کاپی فہرست غیر نشان زدہ سوالات و جوابات، آپ دیکھیں کہ آج کے غیر نشان زدہ سوالات نشان زدہ سوالات سے زائد ہیں۔ اصل میں جو بھی ایم پی اے صاحبان سوال دیتے ہیں ان کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ وہ سوال اسمبلی میں آئے لیکن غلطی سے یا جلدی میں اس پر نشان نہیں لگاتے۔

جناب سپیکر! میری التماس ہے کہ ایم پی اے صاحبان جو بھی سوال اسمبلی سیکرٹریٹ میں جمع کرائے اسے نشان زدہ ہی سمجھا جائے نہ کہ یہ کہ وہ لکھ دے کہ اس کا جواب اسمبلی میں نہیں چاہئے۔

جناب سپیکر: ایسے نہیں ہو سکتا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اس طرح کی کوئی تبدیلی کر لی جائے۔

جناب سپیکر: غیر نشان زدہ سوالات نہیں آتے وہ آپ کے پاس موجود ہیں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، آصف صاحب!

میاں طارق محمود: جناب سپیکر: میرے سوال نمبر 735 کا جو جواب آیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اب اس پر بات نہیں ہو سکتی۔ جی، جناب آصف محمود!

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ آپ نے دومنٹ کے لئے میری بات ضرور سننی ہے کیونکہ رولز آف پروسیجر پنجاب اسمبلی سے متعلقہ ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے کہ پچھلے دنوں ایک شہری نے اسمبلی سٹاف سے ایک information request کی تھی جس میں انہوں نے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی attendance ریکارڈ کے بارے میں پوچھا تھا۔ اس پر اسمبلی سٹاف کی طرف سے اس لیٹر کا جو تحریری جواب دیا گیا ہے اس میں رولز آف پروسیجر کا حوالہ دیا گیا۔۔۔

MR SPEAKER: It is no point of order thank you very much

جی، let me proceed further آپ رولز پڑھیں، مہربانی کریں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! یہ بڑی زیادتی ہے کیا اسمبلی میں وزیر اعلیٰ کا نام لینا یا ان کی بات کرنا گناہ ہے؟ میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ مہربانی کریں۔ بہت شکریہ۔ آپ رولز پڑھیں، آپ کی بڑی مہربانی

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ۔۔۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! آپ میری بات تو سن لیں۔

جناب سپیکر: آپ میرے پاس بیٹھیں گے تو میں آپ کی بات سنوں گا لیکن آپ اسمبلی کے بارے میں ادھر ایسے بات نہیں کر سکتے۔ آپ کی مہربانی۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ کیا کر رہے ہیں؟ میاں صاحب! تشریف رکھیں۔ یہ کوئی طریق کار نہیں ہے جو آپ اختیار کر رہے ہیں۔ آپ کی بڑی مہربانی۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ پہلی تحریک استحقاق نمبر 8 جناب منان خان کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک استحقاق کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق پیرزادہ میاں شہزاد مقبول بھٹہ کی ہے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! ان کی تحریک استحقاق کے بعد دیکھتے ہیں۔ جی، بھٹہ صاحب!

ڈی سی او ملتان کا معزز ممبر اسمبلی کے بارے میں نازیبا الفاظ کا استعمال

پیرزادہ میاں شہزاد مقبول بھٹہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔

جناب سپیکر: جی، ان کی تحریک استحقاق سنیں۔

پیرزادہ میاں شہزاد مقبول بھٹہ: جناب سپیکر! معاملہ یہ ہے کہ میرا ایک عزیز جمال بھٹہ میرے حلقہ میں تحصیلدار لگا ہوا تھا اس کا کردار ایسا تھا کہ مجھے اس کی وجہ سے کافی اعتراضات کا سامنا تھا۔ میں نے ان اعتراضات کے پیش نظر کمشنر ملتان سے کہا کہ میرے اس عزیز جمال بھٹہ کو کسی دوسری جگہ ٹرانسفر کر دیں تاکہ میں اس کی وجہ سے بدنامی کا باعث نہ بنوں۔ کمشنر ملتان نے مجھے یقین دلایا کہ میں جمال بھٹہ کی ٹرانسفر کسی دوسری جگہ کر دیتا ہوں، میں اس پر مطمئن ہو گیا۔

جناب سپیکر! دوسری طرف کمشنر ملتان نے جمال بھٹہ کی جگہ رانا یونس کو تحصیلدار لگا دیا جنہوں نے join بھی کر لیا۔ چند دن بعد ڈی سی او زاہد سلیم گوندل نے مجھے اپنے گھر پر دعوت دی میں جب وہاں پہنچا تو وہاں جمال بھٹہ تحصیلدار بھی موجود تھا۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔

پیرزادہ میاں شہزاد مقبول بھٹہ: جناب سپیکر مجھے ڈی سی او نے کہا کہ میں اس شخص کو بطور تحصیلدار یہاں رکھنا چاہتا ہوں کیونکہ میں نے ریونیو ریکارڈ کمپیوٹرائز کرانا ہے۔ میں نے اس پر اسے کہا کہ ریکارڈ تو رانا یونس بھی کمپیوٹرائز کرا سکتے ہیں۔ آپ اس جگہ پر رانا یونس کو رہنے دیں یا کسی بھی دوسرے شخص

کو لگادیں لیکن جمال بھٹہ کو نہ لگائیں۔ یہ سنتے ہی ڈی سی او نے مجھے غصے میں کہا کہ آپ یہاں سے چلے جائیں میں نے جو کرنا ہے اور کرانا ہو گا میں کر لوں گا، میں ڈی سی او ہوں اور مجھے معلوم ہے کہ ڈی سی او کیا ہوتا ہے۔ اس کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ ڈی سی او نے جمال بھٹہ کو دوبارہ میرے حلقہ میں تحصیلدار لگا دیا۔ اس کے بعد جمال بھٹہ نے ڈی سی او کے ایماء پر میرے حلقہ میں میرے بارے میں یہ کہا کہ یہ میری ٹرانسفر نہیں کرا سکتا اب میں کھل کر اپنا کام کروں گا کیونکہ مجھے ڈی سی او کی پشت پناہی حاصل ہے۔ میں نے اس کے بعد کمشنر سے رابطہ کیا تو انہوں نے کہا کہ ڈی سی او نے مجھے کہا تھا کہ آپ سے راضی نامہ ہو گیا ہے۔ ڈی سی او اور جمال بھٹہ میرے حوالے سے نازیبا الفاظ استعمال کر رہے ہیں اور میرے حوالے سے کمشنر کو بھی غلط معلومات فراہم کی ہیں جس وجہ سے میرا اور اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہٰذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی یہ تحریک استحقاق پڑھی گئی ہے۔

پیرزادہ میاں شہزاد مقبول بھٹہ: جناب سپیکر! میں اس پر تھوڑی سی گزارش کرنا چاہوں گا کہ اگر ڈی سی او صاحب نے، بیوروکریسی نے اپنے اختیارات استعمال کرنے تھے تو مجھے اپنے گھر بلا کر میری تذلیل کرنے کا انہیں کوئی حق نہیں تھا۔ اگر انہوں نے اپنے اختیارات استعمال کرنے تھے تو کر دیتے۔ وہ میرا کزن ہے اگر اس کو مجھ سے problem ہے تو ہم فیملی کے چار لوگ بیٹھ کر مسئلے کا حل نکالتے اس میں ڈی سی او صاحب کو اختیارات استعمال کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ حلقے میں میری بہت insult ہوئی ہے لہٰذا مہربانی کر کے اسے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: ذرا ان کی بات بھی سنتے ہیں۔ ابھی تو آپ نے اپنی تحریک استحقاق پڑھی ہے آج ان کو کاپی دیں گے اس کے بعد اس تحریک استحقاق کا جواب آئے گا تو پھر بات کریں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اس کا جواب ہی نہیں آنا۔

جناب سپیکر: کون کہتا ہے کہ جواب نہیں آئے گا؟ انشاء اللہ کل تک اس تحریک استحقاق کا جواب آ جائے گا۔

پیرزادہ میاں شہزاد مقبول بھٹہ: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ اس تحریک استحقاق کو مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: ایسے نہیں ہوتی، ابھی اس تحریک استحقاق کا جواب آئے گا پھر اس پر بات ہو گی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! معزز ممبر کی سٹیٹمنٹ on the record ہے آپ اسے مجلس استحقاقات کے سپرد کریں۔

جناب سپیکر: ہمیں اس تحریک استحقاق کا جواب موصول ہو گا تو اس کے بعد بات کریں گے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! آپ اسے کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ میں ایسے کمیٹی کے سپرد نہیں کروں گا، ایسے کمیٹی کے سپرد نہیں کی جا سکتی۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! اگر معزز ممبر کا یہ حق بھی نہیں ہے۔۔۔

MR SPEAKER: Non can be condemned unheard. Unheard

کسی چیز کو condemn نہیں کیا جا سکتا۔ آپ نے allegation لگایا ہے اس تحریک استحقاق کا جواب آنے دیں، آپ کی بڑی مہربانی۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں اس پر بائیکاٹ کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کو اس بات کی کیا تکلیف ہے؟ آپ بیٹھیں، جواب آئے گا تو اس پر بات کریں گے۔ آپ عجیب تماشا بناتے ہیں یہ تو اچھی بات نہیں ہے۔ انہوں نے ابھی تحریک استحقاق پڑھی ہے اس تحریک استحقاق کا جواب آئے گا تو اس کے بعد دیکھیں گے۔

Non can be condemned unheard.

(اس مرحلہ پر معزز ممبر سردار شہاب الدین خان بائیکاٹ
کر کے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: No point of order now. آپ کی بڑی مہربانی۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار شروع کرتے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے کار نمبر 66 جناب امجد علی جاوید کی ہے۔ جناب امجد علی جاوید آپ اپنی تحریک التوائے کار پڑھیں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: حضرت! آپ تشریف رکھیں، آپ تشریف رکھیں۔ بڑی مہربانی، بہت شکریہ۔ میں بعد میں آپ کا پوائنٹ آف آرڈر لوں گا۔ ابھی ان کو تحریک التوائے کار پڑھنے دیں۔

جناب امجد علی جاوید: خان صاحب! مینوں تحریک تے پڑھ لین دیو تسیں اپنے کا ہلے پئے ہو۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! سردار شہاب الدین خان کو ایوان میں واپس لانے کے لئے کسی کو بھیجیں۔

جناب سپیکر: میں ان کو بلوا لیتا ہوں۔ عدنان صاحب! آپ سردار شہاب الدین خان کو منا کر لائیں ان کو بلاوجہ کیا مسئلہ ہے۔ جی، جناب امجد علی جاوید اپنی تحریک التوائے کار پڑھیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر قاضی عدنان فرید معزز ممبر سردار شہاب الدین خان
کو منانے کے لئے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

تریموں سدھنائی لنک کینال پختہ کرنے کا مطالبہ

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "دُنیا" مورخہ 18۔جنوری 2016 کی خبر کے مطابق تریموں سدھنائی لنک کینال کے متاثرہ سینکڑوں کسان سراپا احتجاج، حکومتی وعدوں کے باوجود نہر پختہ نہ ہونے کی وجہ سے تین اضلاع کے 200 دیہات کی 80 ہزار ایکڑ اراضی بنجر ہو رہی ہے۔ ہزاروں خاندان روزی روٹی سے محروم ہو گئے ہیں اور نوبت فاقوں تک پہنچ گئی ہے۔ پنجاب میں بھی حکومتی رویے اور عدم توجہ کی وجہ سے تھر جیسا المیہ جنم لے رہا ہے۔ تھر والے پانی نہ ہونے کی وجہ سے مر رہے ہیں اور یہاں پانی (سیم اور تھور) کی وجہ سے زندگی مشکل ہو گئی ہے۔ تفصیلات کے مطابق تریموں سدھنائی لنک کینال سندھ طاس معاہدے کے تحت دریائے چناب اور جہلم کا پانی راوی میں ڈال کر جنوبی پنجاب تک پہنچانے کے لئے زمین پر مٹی کے پشتے باندھ کر بنائی گئی ہے جس سے رسنے والے پانی سے پنجاب کے تین اضلاع جھنگ، ٹوبہ ٹیک سنگھ اور خانیوال متاثر ہو رہے ہیں جن کے 200 دیہات کی تقریباً 80 ہزار ایکڑ اراضی بنجر ہو رہی ہے جب یہ نہر بنائی گئی تھی تو اس خطرہ سے نمٹنے کے لئے سکارپ کے تحت ٹیوب ویل لگائے گئے تھے جو نہر سے رسنے والے پانی کو نہر میں دوبارہ پھینک کر یا کاشتکاری کے لئے استعمال میں لا کر کسی حد تک سیم اور تھور سے بچاؤ کا ذریعہ تھے لیکن وقت کے ساتھ ساتھ سکارپ کا محکمہ ختم ہو گیا اور یہ ٹیوب ویلز بھی ختم ہو گئے جس

کی وجہ سے اس نہر سے پانی کے ہونے والے رساؤ کی زد میں آنے والی زرعی اراضی اور رہائشی آبادیوں میں چار چار فٹ تک پانی کھڑا ہو جاتا ہے۔ اس علاقے کے کاشتکاروں اور زمینداروں پر قیامت ٹوٹ پڑی ہے۔ ان کا ذریعہ روزگار ختم ہو گیا ہے۔ یہ لوگ اپنے گھروں میں ہی مہاجر ہو گئے ہیں۔ ٹی ایس لنک کینال ایک قاتل نہر بن چکی ہے متاثرین کے مطابق کمیشن مافیا اب ان زندہ لاشوں پر بھی کمیشن کی دُکان کھول کر سرکاری خزانے سے اربوں روپے ہڑپ کرنے کا منصوبہ بنائے ہوئے ہے۔ وہ نہر کو پختہ کرنے کی بجائے نہر کے ساتھ سیم نالہ بنا کر اپنی جیبیں بھرنا چاہتے ہیں جو ان مصائب اور مسائل کا حل نہیں ہے۔ اس صورتحال سے اس علاقے کے مکینوں اور کاشتکاروں میں سخت بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے، وہ اپنے مسائل اور آواز کو اعلیٰ حکام تک پہنچانے کے لئے احتجاج کر رہے ہیں اور دھرنے دے رہے ہیں لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار محکمہ آبپاشی سے متعلقہ ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی (چودھری خالد محمود ججہ): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب موصول ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر: جواب موصول ہو چکا ہے تو پڑھ دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی (چودھری خالد محمود ججہ): جناب سپیکر! میں اس تحریک التوائے کار کا جواب دینے سے پہلے گزارش کروں گا کہ میرے معزز بھائی نے اپنی تحریک میں لکھا ہے کہ "ٹی ایس لنک کینال ایک قاتل نہر بن چکی ہے" اس تحریک سے "قاتل" کا لفظ حذف کیا جائے۔

جناب سپیکر! تریموں سدھنائی لنک کینال سے رسنے والے پانی سے تقریباً 80 ہزار ایکڑ رقبہ سیم و تھور کی شکل میں متاثر ہو رہا ہے۔ محکمہ آبپاشی نے اس متاثرہ رقبہ کو قابل کاشت بنانے کے لئے پہلے drainage system متعارف کروایا تھا اور ٹیوب ویلز لگائے گئے تھے لیکن حکومت کی پالیسی کے تحت یہ ٹیوب ویلز ختم کر دیئے گئے۔ محکمہ نے عوام کے دیرینہ مطالبہ کو مدنظر رکھتے ہوئے اس متاثرہ رقبہ کو قابل کاشت بنانے کے سلسلہ میں 15-2014 میں consultant کی خدمات حاصل کیں۔ Consultant نے مختلف تجاویز دیں اور باہمی مشاورت کے بعد مندرجہ ذیل طریق کار کو مناسب اور قابل عمل سمجھا گیا۔

"موجودہ drainage system کو بحال کرنا اور نیا drainage system
متعارف کروانا"۔

جناب سپیکر! اس منصوبہ کی feasibility study مکمل ہو چکی ہے اور اب یہ ٹینڈر کے مراحل میں ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ تین سال میں یہ منصوبہ مکمل ہو گا اور متاثرہ رقبہ دوبارہ بحال ہو جائے گا۔ شکریہ

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! اسی drainage system پر تو احتجاج ہو رہا ہے اور اسی پر تو یہ تحریک التوائے کار آئی ہے۔ یہی تو لاشوں کی سیاست ہے، یہ لاشوں کو نوچنے اور سرکار کے اربوں روپے ہڑپ کرنے کا پروگرام ہے۔ اس consultant کو کروڑوں روپے دینے کے بعد اب اربوں روپے کھانے کا منصوبہ ہے۔ اسی کے خلاف تو یہ تحریک التوائے کار دی گئی ہے۔ میری گزارش ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو مجلس قائمہ برائے آبپاشی کے سپرد کیا جائے۔ کمیٹی میں محکمہ اور stakeholders کو بُلایا جائے تاکہ وہ اپنی بات کر سکیں۔ یہ ہزاروں لوگوں کی زندگیوں کا معاملہ ہے۔ محکمہ تسلیم کر رہا ہے کہ اس سے 80 ہزار ایکڑ اراضی متاثر ہو رہی ہے۔ اس کی وجہ سے سالانہ اربوں روپے کا نقصان ہو رہا ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ اسی موضوع پر میں نے بھی ایک تحریک التوائے کار submit کی ہوئی ہے اور وہ زیادہ comprehensive ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے ان دونوں تحاریک التوائے کار کو اکٹھا کر دیا جائے۔ اس پر کل فیصلہ کیا جائے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں بھی یہی گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ ان دونوں تحاریک التوائے کار کو اکٹھا کر لیا جائے۔ میری تحریک التوائے کار میں زیادہ دلائل ہیں۔ ہائی کورٹ نے بھی اس کام کو unlawful قرار دیا ہے اس کے باوجود سیکرٹری اریگیشن بضد ہے۔

جناب سپیکر: ان دونوں تحاریک التوائے کار کو اکٹھا کر لیا جائے۔ اس کو دوبارہ take up کریں گے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ بھی ان دونوں تحاریک کو دیکھ لیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 68/16 محترمہ شُنیلا رُوت کی ہے۔ جی، محترمہ! اپنی تحریک پیش کریں۔

پاکستان میں ڈیروں اور گھروں میں لاکھوں لٹر شراب بنانے کا انکشاف

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "ایکسپریس" اور "نئی بات" مورخہ 20۔جنوری 2016 کی خبر کے مطابق ملک بھر میں ڈیروں اور گھروں میں واقع شراب بنانے والی ہزاروں بھٹیاں سالانہ بنیادوں پر لاکھوں لٹر دیسی شراب بناتی ہیں۔ جسے شرابی "شاپر" کے نام سے جانتے ہیں۔ اسے شاپر اس لئے بھی کہا جاتا ہے کیونکہ یہ شاپنگ بیگ میں ملتی ہے۔ دیسی ساختہ شراب کیکر کی چھال، گندم، خام چینی اور کسی بھی من پسند فروٹ کو mix کرتے ہوئے بنائی جاتی ہے اور کوالٹی کا بھی کوئی خیال نہیں رکھا جاتا۔ بعض افراد کے نزدیک غیر معیاری شراب خریدنے کی اجازت نہیں ہے۔ دیسی شراب بنانے والوں کے مطابق قیمت میں فرق کی وجہ سے پاکستان میں دیسی شراب کا کاروبار عروج پر ہے۔ یوحنا آباد میں زہریلی شراب پینے سے ہلاکتوں کے واقعہ میں سیکرٹری ایکسائز کے حکم پر ہونے والی ابتدائی انکوائری میں ایکسائز برانچ لاہور سے سپرٹ کی غیر قانونی فروخت اور استعمال میں مجرمانہ غفلت کے شواہد ملے ہیں۔ ابتدائی تحقیقات میں معلوم ہوا ہے کہ جعلی شراب کی تیاری میں سپرٹ استعمال کیا گیا تھا۔ جعلی شراب بنانے والے کئی دفعہ پکڑے جاتے ہیں مگر پولیس رشوت لینے کے بعد انہیں چھوڑ دیتی ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن سے متعلقہ ہے۔ اس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے تاکہ جواب آ سکے۔

رپورٹیں

(جو پیش ہوئیں)

جناب سپیکر: مخدوم سید محمد مسعود عالم مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹیں پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) فرانزک سائنس ایجنسی پنجاب 2015 اور مسودہ قانون ویجیلنس کمیٹیاں پنجاب 2016 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

مخدوم سید محمد مسعود عالم: جناب سپیکر! میں

(1) The Punjab Forensic Science Agency (Amendment) Bill 2015 (Bill No.3 of 2016) ; and

(2) The Punjab Vigilance Committees Bill 2016 (Bill No.5 of 2016).

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹیں پیش ہوئیں)

جناب سپیکر: رپورٹیں پیش کر دی گئی ہیں۔ اب جناب محمد ثاقب خورشید مجلس قائمہ برائے پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) اکنامک ریسرچ انسٹیٹیوٹ پنجاب 2016 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

جناب محمد ثاقب خورشید: جناب سپیکر! میں

The Punjab Economic Research Institute (Amendment) Bill 2016 (Bill.No.12 of 2016).

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب سپیکر: رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔ اب چودھری اشرف علی انصاری مجلس قائمہ برائے جنگلات و ماہی پروری کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) جنگلات پنجاب 2016 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے فارسٹری و فشریز کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! میں

The Punjab Forest (Amendment) Bill 2016 (Bill No. 13/2016)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے فارسٹری و فشریز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب سپیکر: جی، رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! آپ فرمائیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں آپ کی توجہ دلانا چاہتی ہوں کہ آج میں نے اخبار میں ایک بہت ہی اہم خبر دیکھی جس پر مجھے بڑی پریشانی ہوئی اور بہت سارے لوگوں نے کل بھی اس حوالہ سے میرے ساتھ رابطہ کیا اور مجھے کہا کہ آپ اسمبلی میں وزیر اعلیٰ کی توجہ اس معاملے کی طرف دلائیں۔ پنجاب پبلک سروس کمیشن کا مقابلے کا امتحان کچھ عرصہ قبل ہوا تو اُس کا رزلٹ ہم نے 7۔ مارچ کو اخبارات میں پڑھا کہ ان ان لوگوں نے امتحان پاس کر لیا ہے تو پنجاب پبلک سروس کمیشن کل دوبارہ ایک اور رزلٹ سامنے لے آیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ اس پر اپنی تحریک لکھ کر لائیں لیکن آپ جو بات کر رہی ہیں ایسا ممکن نہیں ہے۔ بڑی مہربانی۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، جناب محمد صدیق خان!

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! جیسا کہ سردار شہاب الدین نے ایک تحریک استحقاق کو support کیا جس میں آپ نے Article 10 (A) کے contents refer کئے کہ No body can be condemned without hearing. تو آپ نے اس پر غلط ruling دی ہے---

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ آپ کا یہ point of order بنتا نہیں ہے۔ آپ کا point of order غلط ہے۔ آپ تشریف رکھیں، بہت مہربانی۔

سرکاری کارروائی

جناب سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی کا آغاز کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر درج ذیل سرکاری کارروائی ہے۔

a) Motion under rule 127 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997.

b) Resolutions under Article 128(2) (a) of the constitution.

c) Laying of ordinance.

آئین کے آرٹیکل 128(2)(a) کے تحت قرار دادیں پیش کرنے کے لئے اجازت کی تحریک

MR SPEAKER: Now, we take up the motion under rule 127 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997. Minister for Law may move the motion for leave of the Assembly.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That leave be granted to move Resolution under Article 128 (2) (a) of the Constitution for extension of the following Ordinances:

1. The Punjab Vigilance Committees Ordinance 2016 (1 of 2016);
2. The Fatima Jinnah Medical University Lahore (Amendment) Ordinance 2015(ll of 2016);
3. The Punjab Prohibition of Child Labour at Brick Kilns Ordinance 2016 (V of 2016);
4. The Punjab Marriage Functions Ordinance 2015 (Vl of 2016);
5. The Punjab Economic Research Institute (Amendment) Ordinance 2016 (Vlll of 2016);
6. The Punjab Forest (Amendment) Ordinance 2016 (IX of 2016).

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That leave be granted to move Resolution under Article 128 (2)(a) of the Constitution for extension of the following Ordinances:

1. The Punjab Vigilance Committees Ordinance 2016 (1 of 2016);
2. The Fatima Jinnah Medical University Lahore (Amendment) Ordinance 2015(ll of 2016);
3. The Punjab Prohibition of Child Labour at Brick Kilns Ordinance 2016 (V of 2016);
4. The Punjab Marriage Functions Ordinance 2015 (Vl of 2016);
5. The Punjab Economic Research Institute (Amendment) Ordinance 2016 (Vlll of 2016);
6. The Punjab Forest (Amendment) Ordinance 2016 (IX of 2016).

The motion moved and the question is:

1. The Punjab Vigilance Committees Ordinance 2016 (1 of 2016);
2. The Fatima Jinnah Medical University Lahore (Amendment) Ordinance 2015(II of 2016);
3. The Punjab Prohibition of Child Labour at Brick Kilns Ordinance 2016 (V of 2016);
4. The Punjab Marriage Functions Ordinance 2015 (Vl of 2016);
5. The Punjab Economic Research Institute (Amendment) Ordinance 2016 (Vlll of 2016);
6. The Punjab Forest (Amendment) Ordinance 2016 (IX of 2016).

(The motion was carried.)

قراردادیں

آرڈیننس ویجیلنس کمیٹیاں پنجاب 2016 کی مدت میں توسیع

MR SPEAKER: Now, we take up the Resolution for extension of the Punjab Vigilance Committees Ordinance 2016. Minister for Law may move is resolution.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Provincial Assembly of the Punjab extends the period of the Punjab Vigilance Committees Ordinance 2016 (I of 2016), promulgated on 4th January 2016, for a further period of ninety days with effect from 3rd April 2016.

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Provincial Assembly of the Punjab extends the period of the Punjab Vigilance Committees Ordinance 2016 (I of 2016), promulgated on 4th January 2016, for a further period of ninety days with effect from 3rd April 2016.

The motion moved and the question is:

"That the Resolution for extension of ordinance be passed."

(The Resolution is passed.)

آرڈیننس (ترمیم) فاطمہ جناح میڈیکل یونیورسٹی لاہور 2015 کی مدت میں توسیع

MR SPEAKER: Now, we take up the Resolution for extension of the Fatima Jinnah Medical University Lahore (Amendment) ordinance 2015. Minister for Law may move his Resolution.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Provincial Assembly of the Punjab extends the period of the Fatima Jinnah Medical University Lahore (Amendment) Ordinance 2016 (II of 2016), promulgated on 4th January 2016, for a further period of ninety days with effect from 3rd April 2016.

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Provincial Assembly of the Punjab extends the period of the Fatima Jinnah Medical University Lahore (Amendment) Ordinance 2016 (II of 2016), promulgated on 4th January 2016, for a further period of ninety days with effect from 3rd April 2016.

The motion moved and the question is:

"That the Resolution for extension of ordinance be passed."

(The Resolution is passed.)

آرڈیننس بھٹہ خشت پر چائلڈ لیبر کی ممانعت پنجاب 2016 کی مدت میں توسیع

MR SPEAKER: Now, we take up the Resolution for extension of the Punjab Prohibition of Child Labour at Brick Kilns Ordinance 2016. Minister for Law may move the resolution.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Provincial Assembly of the Punjab extends the period of the Punjab Prohibition of Child Labour at Brick Kilns Ordinance 2016 (V of 2016) promulgated on 14th January 2016, for a further period of ninety days with effect from 13th April 2016.

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Provincial Assembly of the Punjab extends the period of the Punjab Prohibition of Child Labour at Brick Kilns Ordinance 2016 (V of 2016) promulgated on 14th January 2016, for a further period of ninety days with effect from 13th April 2016.

The motion moved and the question is:

"That the Resolution for extension of ordinance be passed"

(The Resolution is passed.)

آرڈیننس شادی بیاہ کی تقریبات پنجاب 2015 کی مدت میں توسیع

MR SPEAKER: Now, we take up the Resolution for extension of the Punjab Marriage Functions Ordinance 2016 (VI of 2016). Minister for Law may move the Resolution.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move the Resolution:

"That the Provincial Assembly of the Punjab extends the period of the Punjab Marriage Functions Ordinance 2016 (VI of 2016) promulgated on 19th January 2016, for a further period of ninety days with effect from 18th April 2016.

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Provincial Assembly of the Punjab extends the period of the Punjab Marriage Functions Ordinance 2016 (VI of 2016) promulgated on 19th January 2016, for a further period of ninety days with effect from 18th April 2016.

The motion moved and the question is:

"That the Resolution for extension of ordinance be passed."

(The Resolution is passed.)

آرڈیننس (ترمیم) اکنامک ریسرچ انسٹیٹیوٹ پنجاب 2016 کی مدت میں توسیع

MR SPEAKER: Now, we take up the Resolution for extension of the Punjab Economic Research Institute (Amendment) Ordinance 2016 (VIII of 2016). Minister for Law may move the resolution.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Provincial Assembly of the Punjab extends the period of the Punjab Economic Research Institute (Amendment) Ordinance 2016 (VIII of 2016) promulgated on 21st January 2016, for a further period of ninety days with effect from 20th April 2016.

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Provincial Assembly of the Punjab extends the period of the Punjab Economic Research Institute (Amendment) Ordinance 2016 (VIII of 2016) promulgated on 21st January 2016, for a further period of ninety days with effect from 20th April 2016.

The motion moved and the question is:

"That the resolution for extension of ordinance be passed."

(The Resolution is passed.)

آرڈیننس (ترمیم) جنگلات، پنجاب 2016 کی مدت میں توسیع

MR SPEAKER: Now, we take up the Resolution for extension of the Punjab Forest (Amendment) Ordinance 2016 (IX of 2016).Minister for Law may move the resolution.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Provincial Assembly of the Punjab extends the period of the Punjab Forest (Amendment) Ordinance 2016 (IX of 2016) promulgated on 25th January 2016, for a further period of ninety days with effect from 24th April 2016.

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Provincial Assembly of the Punjab extends the period of the Punjab Forest (Amendment) Ordinance 2016 (IX of 2016) promulgated on 25th January 2016, for a further period of ninety days with effect from 24th April 2016.

The motion moved the question is:

"That the Resolution for extension of ordinance be passed."

(The Resolution is passed.)

آرڈیننس

(جوایوان کی میز پر رکھا گیا)

آرڈیننس (ریلیف و بحالی) دہشت گردی سے متاثرہ سویلین پنجاب 2016

MR SPEAKER: The Punjab Civilian Victims of Terrorism (Relief and Rehabilitation) Ordinance 2016. Minister for Law may lay the Punjab Civilian Victims of Terrorism (Relief and Rehabilitation) Ordinance 2016.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I lay the Punjab Civilian Victims of Terrorism (Relief and Rehabilitation) Ordinance 2016.

MR SPEAKER: The Punjab Civilian Victims of Terrorism (Relief and Rehabilitation) Ordinance 2016 has been laid on the table of the House, it is deemed to be a Bill introduced in the House under Rule 91 (6) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997. It is referred to the Standing Committee on Home affairs with the direction to submit its report within two months.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس سلسلہ میں یہ گزارش کرنی چاہوں گا کہ آج جو آرڈیننس lay ہوا ہے اور جسے آپ نے سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کیا ہے۔ آپ کی طرف سے اس سٹینڈنگ کمیٹی کو یہ ہدایت دی جائے کیونکہ قائد ایوان وزیر اعلیٰ پنجاب کی یہ desire ہے کہ اس میں تمام معزز ایوان کے ممبران جو بھی چاہیں وہ کمیٹی کو بتائیں کیونکہ اس سے پہلے Law Enforcing Agencies کے لوگ جو terrorism کا during duty نشانہ بنتے تھے ان کے متعلق ایک پورا طریق کار موجود تھا لیکن civilian کے متعلق اس طرح سے ایک regular طریق کار موجود نہیں تھا۔ اب یہ آرڈیننس نافذ کیا گیا ہے اور اس میں تمام معزز ممبران جو اس بارے میں گورنمنٹ کی راہنمائی کرنا چاہیں یا کر سکیں تو ان کو پوری طرح سے welcome کیا جائے گا اس لئے سٹینڈنگ کمیٹی کے چیئرمین کو آپ کی طرف سے یہ direction چلی جائے کہ اس سلسلہ میں ایک بھرپور مشاورت کے بعد اس بل کی رپورٹ ایوان میں lay کی جائے۔

جناب سپیکر!اس کے ساتھ ہی میں آپ کی اور قائد حزب اختلاف کی خدمت میں یہ عرض کرنی چاہوں گا کہ اس معزز ایوان کی مسلمہ روایات ہیں کہ no legislation without quorum, no official business without quorumاور ہمیشہ اس کا ہماری طرف سے خیال رکھا گیا ہے۔ آج آپ کے سامنے ہے کہ official business with quorumلیا گیا ہے جو کہ Law and Rulesکا طریق کار ہے لیکن اسی معزز ایوان کی مسلمہ روایات ہیں کہ جو members hoursہوتے ہیں اس میں Questions Hourہوتا ہے، تحریک التوائے کار ہوتی ہے، general discussionہوتی ہے اور اس میں زیادہ تر اپوزیشن کے ممبران کا استحقاق ہوتا ہے۔ اس میں کبھی بھی ممبران کو محروم کرنے کے لئے کورم point outنہیں ہوتا۔

جناب سپیکر!اس سلسلے میں کل بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں بھی بات ہوئی تھی۔ محترم قائد حزب اختلاف نے اس بارے میں کچھ ناراضگی کا اظہار کیا تھا کہ جو ڈویلپمنٹ کے فنڈز ہیں اس میں اپوزیشن کو محروم رکھا جا رہا ہے۔ انہوں نے کل ایک specific figureبھی quoteکی تھی۔ میں نے اپنے طور پر اس کے متعلق inquireکیا ہے وہ بات درست نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں قائد حزب اختلاف کو چیمبر میں بھی اس بارے میں عرض کروں گا لیکن بہر حال جو ڈویلپمنٹ فنڈز کا معاملہ ہے اور خاص طور پر ان حلقوں کا معاملہ ہے جن حلقوں سے ہمارے معزز اپوزیشن کے ممبران منتخب ہوئے ہیں، ان حلقوں میں جو ڈویلپمنٹ کی بات ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ بالکل ان حلقوں کو اور ان حلقوں کی عوام کو قطعی طور پر ڈویلپمنٹ سے محروم نہیں رکھا جانا چاہئے۔ اس میں ممبران کی مشاورت کا جو طریق کار ہے اس پر قائد حزب اختلاف کے ساتھ بیٹھ کر ہم معاملے کو طے کر لیں گے اور بھرپور کوشش کریں گے کہ ان کی satisfactionہو۔ ایک ایسا طریق کار جو ان کی مرضی اور منشاء کے مطابق ہو کیونکہ اس سے پہلے بھی ایک دو مرتبہ کوشش ہوئی تھی لیکن بعض چیزوں پر ان کو اعتراض تھا کہ ہم اس حد سے آگے نہیں جانا چاہتے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ معاملات اپنے طور پر طے ہو جائیں گے بلکہ کر لئے جائیں گے لیکن اس معزز ایوان کی جو کارگزاری ہے وہ جتنی اہم حکومتی بنچز کے لئے ہے اتنی ہی اہم اپوزیشن کے لئے ہے کیونکہ اپوزیشن اور حکومتی بنچز اس معزز ایوان کا لازم و ملزوم حصہ ہیں۔ حکومتی بنچز کا کوئی وجود اپوزیشن کے بغیر اور اپوزیشن کا کوئی وجود حکومتی بنچز کے بغیر نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ خاص طور پر ہمارے اس ایوان کی جو مسلمہ روایات ہیں ان کو پیش نظر رکھا جانا چاہئے کیونکہ جو حکومتی بنچز کی طرف سے ممبران ہوتے ہیں ان کے پاس اور بھی دیگر ذرائع ہوتے ہیں جیسا کہ پارلیمانی پارٹی کی میٹنگز ہوتی ہیں، Departmental Committees کے طور پر گورنمنٹ اپنے ممبران سے consultation کا process رکھتی ہے لیکن اس معزز ایوان میں تجاویز کا مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ تمام معزز ممبران کو اور خاص طور پر ترجیحی بنیادوں پر ہمارے جو اپوزیشن کے ممبران ہیں وہ اس سلسلے میں حکومت کی راہنمائی فرمائیں۔ یہ بجٹ میں بہت ہی ضروری چیزیں ہیں کہ آگے بلدیاتی ادارے بھی آرہے ہیں اور کس طرح سے district wise کن ترجیحات کی بنیاد پر کن علاقوں کو کس طرح سے accommodate کیا جائے تو میں یہ محترم قائد حزب اختلاف سے گزارش کروں گا کہ اگر تو وہ تجاویز نہیں دینا چاہتے یا اس بارے میں بات نہیں کرنا چاہتے تو ویسے فرمادیں تاکہ ہم ان دنوں میں کوئی اور بزنس لے لیں گے لیکن میں ان کی خدمت یہ عرض کرنا چاہتا ہوں یہ خاص طور پر ہم نے اس مقصد کے لئے کم از کم ایک ہفتہ سات دن کا ٹائم مختص کیا ہے۔ محترمہ فنانس منسٹر ہمہ وقت یہاں پر موجود ہوں گی تاکہ اس راہنمائی کو note کرسکیں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ کل جو معاملہ ہوا ہے اس معاملے کو دوبارہ نہیں دہرایا جائے گا اور جس مقصد کے لئے اس پری بجٹ سیشن کو رکھا گیا ہے اس مقصد سے بھرپور طور پر استفادہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، آپ نے ماشاء اللہ اچھی بات کی ہے۔ جس کی کم توقع تھی لیکن آپ نے توقع سے بہت زیادہ بات کر دی ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ راناثناء اللہ خان نے یہاں بات کی ہے لیکن جو ماضی کے تجربات ہیں وہ اس کے بالکل الٹ ہیں، ابھی ایسا نہیں کہ یہ آج پہلی مرتبہ بات ہو رہی ہے اب ہم چوتھے پارلیمانی سال میں داخل ہو چکے ہیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! جس طرح کی آج بات سنی ہے اس طرح سے پہلے کبھی نہیں سنی گئی ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! نہیں، میں یہ سمجھ رہا ہوں کہ پچھلے تین سالوں سے اپوزیشن کو بالکل دیوار کے ساتھ لگایا ہوا ہے۔ یہاں پر میرے سامنے میاں محمد شہباز شریف نے کھڑے ہو کر کہا کہ میں اپوزیشن کو ہر معاملے میں ساتھ لے کر چلوں گا لیکن ان تین سالوں میں

کوئی ایک attempt بھی ان کی طرف سے اپوزیشن کو engage کرنے کے لئے، اپوزیشن سے بات کرنے کے لئے۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! ماضی کی باتیں نہ کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پلیز، آپ مجھے interrupt نہ کریں۔ ہم نے دس منٹ رانا صاحب کی بات سنی ہے لہٰذا دو منٹ آپ مجھے بھی عنایت کر دیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ دو منٹ لیں میں یہ نہیں کہہ رہا ہوں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ یہ باتیں تو ساری ہی بہت اچھی کرتے ہیں لیکن practice کیا ہے؟ تین سالوں سے جو ہم elected لوگ ہیں ہم ہر سال واویلا کرتے ہیں، ہر بجٹ کے اجلاس میں اس سے پہلے اور بعد میں بھی کہ اس discrimination کو ختم کیا جائے کیونکہ اپوزیشن کے تھوڑے سے لوگ ہیں، جس طرح سے آپ بات کرتے ہیں تو آپ اپنا دل بھی بڑا کریں۔ آپ کے 330 ممبران ہیں، ہم اپوزیشن کے ٹوٹل 35 یا 40 ممبرز جو elect ہو کر آئے ہیں ان کے مینڈیٹ کا احترام کیا جانا چاہئے۔ یہاں پر بات ہوتی رہی لیکن practice کیا رہی، practice یہ رہی کہ ہم سے ہارے ہوئے جو لوگ ہیں، آئیں میں رانا صاحب کو visit کرواتا ہوں اپنے تمام ایم پی ایز کے حلقوں کے کہ وہاں پر کیا ہو رہا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہم نے کسی کو نہیں دیا میں اس معزز ایوان میں وہ letters پیش کر دیتا ہوں کہ جو مختلف ایم پی ایز کو گئے ہیں کہ آپ پچیس پچیس کروڑ روپے کی سکیمیں دیں اور وہاں پر سکیمیں جمع ہو رہی ہیں۔

جناب سپیکر! یہاں پریس میٹنگ میں پرویز ملک جو کہ مسلم لیگ (ن) لاہور کے صدر اور ایم این اے بھی ہیں وہ یہاں پر اعلان کرتے ہیں اور تمام میڈیا میں on air یہ باتیں چلتی ہیں تو میں کیسے رانا صاحب کی بات مان لوں جبکہ میرے پاس یہ letters موجود ہیں۔ ڈسٹرکٹ شیخوپورہ، ننکانہ صاحب اور میانوالی جہاں بھول کے ہمارے ایک دو ایم پی ایز کو بھی وہ لیٹر چلے گئے کہ جناب آپ پچیس پچیس کروڑ روپے کی سکیمیں جمع کروائیں اور اس لیٹر پر پی اینڈ ڈی، ڈی سی اوز سب کے sign ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ کہتا ہوں کہ قول و فعل کا یہ تضاد ختم ہونا چاہئے۔ ہم نے پہلے بھی یہ کہا اور اب بھی کہہ رہے ہیں کہ دیکھیں میں نے بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں برملا یہ بات کہی تھی کہ اگر آپ نے یہی attitude اپوزیشن کے ساتھ رکھنا ہے تو پھر ہم آخری حد تک جائیں گے۔ دیکھیں یہ کوئی بات نہیں ہے کہ آپ اپنے ایم پی ایز کو کہیں کہ پچیس پچیس کروڑ روپے کی سکیمیں لے آؤ اور ہمارے جو لوگ جیت

کر آئے ہیں ان کو دینے کی بجائے آپ کہیں کہ جو ہارے ہوئے ہیں ہم ان کو دیں گے اور وہ لے بھی رہے ہیں اور وہ سکیمیں جمع ہو رہی ہیں۔ وہاں پر آپ کے ایکسیئن، چیف انجینئر اور مقامی ایس ڈی او یہ سارے لوگ بیٹھ کر ان سکیموں کو vet کر رہے ہیں کہ ہاں جی ٹھیک ہے آپ سکیمیں دیں۔ اگر یہی ہونا ہے تو ہم آخری حد تک جائیں گے ہم تمام پارلیمانی پارٹیوں کے لیڈرز کی آپس میں میٹنگ ہوئی ہے کہ اس پر کوئی compromise نہیں ہے۔ ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ کمیٹی اگر by the virtue of Chair اُس ڈسٹرکٹ کے تمام منتخب لوگ اگر اس کے ممبر ہیں تو پھر اپوزیشن کا جو منتخب اور elected بندہ ہے وہ بھی اس کا ممبر ہوگا۔ اگر وہ ممبر نہیں ہوگا تو ہم یہاں بھی شور مچائیں گے، احتجاج کریں گے، ایوان کو بالکل نہیں چلنے دیں گے اور اس کے بعد ڈی سی اوز کے دفاتر کا بھی گھیراؤ کریں گے یہ ہم نے آپس میں فیصلہ کیا ہوا ہے۔ رانا صاحب نے بہت اچھی بات کی ہے اگر یہ ایسے کر لیتے ہیں کہ ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ کمیٹیز میں اپوزیشن کے ممبرز کو آپ بیٹھنے دیں جو ان کے حلقے کی حد تک جو کام ہو رہے ہیں ان سے تجاویز لیں اور ان کو اعتماد میں لیں، ان کی بھی سنیں بھئی وہ کوئی انڈیا سے elect ہو کر نہیں آئے ہیں وہ اسی پنجاب سے elect ہو کر اسمبلی میں آئے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم تین سال سے یہی کہہ رہے ہیں کہ جو وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے یہاں پر کہا تھا اس کی جو spirit تھی ہم تو یہ سمجھے تھے کہ وہ حقیقی معنوں میں یہ بات کر رہے ہیں لیکن تین سال کے تجربے کے بعد آج جب ہم نے اخبارات میں یہ چیزیں پڑھیں ہمارے کئی ایم پی ایز کے پاس وہ لیٹر آ گئے کہ جناب یہ لیٹر ہے تو اس کے بعد ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ اب اس پر جو بھی انتہائی روّیہ ہے وہ ہم پارلیمان کے اندر اور باہر بھی اختیار کریں گے۔ اگر حکومت یہ سمجھتی ہے کہ ایک اچھے ماحول میں اسمبلی کو چلانا ہے۔ ہم لوگ جو اپنا مینڈیٹ لے کر آئے ہیں ہمارے مینڈیٹ کا احترام اگر حکومت نہیں کرتی تو ہم بھی کسی کے مینڈیٹ کا احترام نہیں کریں گے، ہم بھی نہیں سمجھیں گے کہ کیا ہے وزیر اعلیٰ اور یہ کیا ایوان ہے؟ جو ہم سے ہو سکے گا ہم بالکل کریں گے اور اب اس پر کوئی compromise نہیں ہوگا۔ ہمارے تمام معزز ممبران جو اپوزیشن کے elect ہو کر آئے ہیں یہ ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ کمیٹیز کی میٹنگ میں بیٹھیں گے آپ کو نوٹیفکیشن بغیر کسی تخصیص کے across the board کرنا چاہئے کہ وہ by the virtue of Chair اگر کسی بھی ضلع سے elected ممبر ہے کسی بھی پارٹی سے اس کا تعلق ہے تو وہ اس کمیٹی میں بیٹھے گا اور اپنے حلقے کی جو بھی ترقیات کی باتیں، سکیمیں اور اس کے علاوہ جو بھی چیزیں ہیں وہ وہاں پر پیش کرے گا۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ رانا صاحب نے جو بات کی ہے میں اس کو welcome کرتا ہوں "دیر آید درست آید" اگر ابھی حکومت کو یا وزیر قانون کو یہ احساس ہو گیا ہے تو بڑی اچھی بات ہے۔ دیکھیں ہم نے کبھی مخالفت برائے مخالفت یہاں پر نہیں کی اور خاص طور پر میں نے کبھی irrelevant بات نہیں بلکہ ہمیشہ logic کی بات کی ہے۔ اگر میں نے criticism بھی کیا تو وہ اصلاح کے لئے ہی کیا ہے۔ میں نے کبھی ایسی بے تکی باتیں نہیں کیں کہ یہاں پر ماحول خراب ہو لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ اب حکومت نے جس طرح سے اس بات کا اظہار کیا ہے میں اسے welcome کرتا ہوں اگر رانا صاحب جو بات کہہ رہے ہیں اس پر ہی وہ عملدرآمد کروا دیں، ہمارے تمام ممبران کو بھی صحیح طور پر elected ممبر سمجھیں اور جو سلوک دوسرے ممبران کے ساتھ ہو رہا ہے وہی ہمارے ساتھ کریں۔ اگر ہماری حکومت خیبر پختونخوا میں ہے تو ہم وہاں پر ایم این ایز، ایم پی ایز اور سب کے ساتھ مساوی سلوک کر رہے ہیں آپ بے شک ابھی جا کر ٹیلیفون کر کے پوچھ لیں اور سندھ اسمبلی میں بھی یہی ہو رہا ہے۔ صرف پنجاب کے اندر ہی اپوزیشن کے ساتھ اس طرح کا سوتیلا سلوک اچھا نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اب اگر رانا صاحب نے کہا ہے تو میں تمام اپوزیشن کی طرف سے ان کے جذبات کو welcome کرتا ہوں اور میں توقع رکھتا ہوں کہ وہ فوری طور پر اس پر عملی اقدامات اٹھائیں گے۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم قائد حزب اختلاف نے جو گفتگو فرمائی ہے میں اس سلسلے میں صرف یہ عرض کروں گا کہ یقیناً انہوں نے جو فرمایا ہے اس میں ہماری اصلاح کا پہلو بھی ہو گا اور ہم اس کو پیش نظر رکھیں گے لیکن وہ خود ہی اس بات کا فیصلہ کریں کہ وہ ان تین سالوں میں سوا دو یا اڑھائی سال تو وہ کنٹینر پر چڑھے رہے ہم وہاں سے ان کو کس طرح سے۔۔۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! ایسی باتیں چھوڑ دیں اس کا کیا فائدہ ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اب کنٹینر پر چڑھ کر وہ وہاں پر گفتگو فرماتے رہے اور آج وہ کہہ رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: ماضی کو بھولیں اور مستقبل روشن دیکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جو حقائق ہیں ان کو ریکارڈ پر رکھا جانا چاہئے۔ اب وہ یہ فرما رہے ہیں کہ اگر آپ ہمارا mandate تسلیم نہیں کریں گے تو ہم بھی آپ کا

mandate تسلیم نہیں کریں گے۔ محترم قائد حزب اختلاف! ہم نے تو ہمیشہ آپ کا mandate تسلیم کیا ہے لیکن آپ نے پچھلے تین سال یہ mandate تسلیم نہیں کیا۔ آپ تین سال تک دھاندلی دھاندلی کا شور مچاتے رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: ایسے نہیں آپ تحمل سے بات کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ جی، ہم اب آخری حد تک جائیں گے تو حضور آپ آخری حد سے ہی تو واپس آئے ہیں۔

جناب سپیکر: ایسی بات نہ کریں بلکہ اچھی بات کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میں on record کہہ رہا ہوں، on behalf of Leader of the House کہہ رہا ہوں اور on behalf of Punjab Government کہہ رہا ہوں کہ آپ حکومتی بنچوں کے mandate کا احترام کریں تو ہم اپنے mandate کے احترام سے بڑھ کر آپ کا احترام کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ آپ کا حق بنتا ہے اور میں نے پہلے بھی یہ شروعات کی تھیں۔ میں نے کہا کہ اگر آپ اپنے حلقوں کے مسائل کو discuss کرنا چاہتے ہیں تو قائد ایوان اس ایوان کا حصہ اور ممبر ہیں لہٰذا آپ آئیں، اُن کے ساتھ بیٹھیں اور بیٹھ کر اپنے حلقے کے مسائل کو discuss کریں۔ یہ on record ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پیپلز پارٹی اور (ق) لیگ کے محترم دوست یہاں پر بیٹھے ہیں وہ بھی اس بات کو endorse کریں گے۔ قائد ایوان نے کہا کہ ہاں ہم ملیں گے لیکن ہم کسی آفس یا residence پر نہیں جائیں گے لیکن قائد ایوان خود یہاں پر آئیں تو ہم یہاں پر اُن سے ملیں گے۔ محترم قائد ایوان/وزیر اعلیٰ یہاں پر آئے اور کمیٹی روم (اے) میں آکر وہ ان کے انتظار میں بیٹھے رہے۔ پیپلز پارٹی اور (ق) لیگ کے دوست وہاں پر گئے لیکن پی ٹی آئی کے محترم دوستوں اور قائد حزب اختلاف نے وہاں ملنے سے انکار کیا اور اس کے بعد ان کے ارادے کچھ اور تھے جو اس طرف مصروف رہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اب بھی آپ کے جو حلقے ہیں اور حلقے کی عوام جنہوں نے آپ کو mandate دیا ہے وہ بالکل قابل احترام ہیں ان کی ترقی اتنی ہی ضروری ہے جتنی کسی اور ممبر کے حلقے کی ہے۔ آپ نے جس خلوص سے بات کی ہے آپ اس کو آگے بڑھائیں۔ اس میں آپ کو قطعی طور پر کوئی negativity نہیں ملے گی اور ہم positive انداز میں آپ کے ساتھ تعاون کریں گے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! کاش کہ رانا ثناء اللہ خان یہ ساری تقریر نہ دہراتے۔ یہاں میں اب یہ کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ "لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے" ٹھیک ہے؟ رانا ثناء اللہ خان! ہم کوئی بھیک مانگنے جا رہے ہیں؟ میں نے کبھی بھی پی ٹی آئی کی طرف سے اس خواہش کا اظہار نہیں کیا کہ ہم وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف سے ملنا چاہتے ہیں. never it all آپ ریکارڈ نکال کر دیکھ لیں ان تین سالوں کے دوران direct یا indirect کبھی اس خواہش کا اظہار نہیں کیا اور کبھی میرے دل میں یہ تمنا نہیں رہی۔

جناب سپیکر! میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کا colleague رہا ہوں اور ہم دو تین tenure اکٹھے رہے ہیں۔ یہ بات توہین آمیز لہجے کے ساتھ کرنا کیا رانا ثناء اللہ خان کو زیب دیتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، کوئی اور بات کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں نے رانا ثناء اللہ خان کو کہا کہ اگر آج آپ کو خیال آ گیا ہے کہ اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلنا ہے، چلو دیر آید درست آید تو میں نے welcome کیا لیکن اس کے بعد مجھے افسوس ہے کہ یا تو ان کی ذہنی طور پر سوچ ہی negative ہے اور ہمیشہ منفی سوچتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ ایسی بات نہیں ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ جملے بازی اور twist کرنا ان کا مشغلہ ہے۔ رانا صاحب! ہمیں کوئی شوق نہیں ہے اگر آپ اپوزیشن کو لے کر نہیں چلنا چاہتے تو ہمیں بھی کوئی شوق نہیں ہے کہ ہم آپ کے ساتھ چلیں۔ ہم پنجاب کی عوام کے حقوق کے لئے یہاں ڈٹ کر مقابلہ کریں گے۔ یہ elected نمائندے جو mandate لے کر آئے ہیں ہم یہاں بتائیں گے کہ پنجاب کی حکومت اور پنجاب کے حکمران پنجاب کی عوام کے ساتھ کیا ظلم کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: عوام کی بہتری کے لئے آپ بھی کام کریں اور وہ بھی کریں۔ آپ مل کر عوام کی بہتری کے لئے کام کریں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! امن سے رہ کر ہی ہم پاکستان کو بچائیں گے اور بچانا چاہئے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی، محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ میرے خیال میں ماحول کو اچھا رہنا چاہئے، آپ کی مہربانی ہے۔

قائد حزب اختلاف(میاں محمودالرشید):جناب سپیکر!ہم نے ہر بات کو انتہائی اچھے انداز سے welcome کے ساتھ ختم کیا لیکن راناثناء اللہ خان بے چین رہتے ہیں۔ جب تک کوئی منفی بات ان کے اندر سے نہ نکلے انہیں سکون نہیں آتااور یہ وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی حکومت کو لے ڈوبیں گے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: میری بات سنیں۔ایسی بات نہیں ہے آپ تشریف رکھیں، بڑی مہربانی۔(شوروغل)

جناب جاوید اختر:جناب سپیکر!ان کو دھرنے کی بہت تکلیف ہے۔

سردار شہاب الدین خان:جناب سپیکر! مجھے دومنٹ کا موقع دیں۔

جناب سپیکر: مجھے رپورٹیں توپڑھ لینے دیں۔

سردار شہاب الدین خان:جناب سپیکر!پلیز مجھے ایک دومنٹ کا موقع دے دیں۔

MR SPEAKER: Order please, order please. Order in the House.

جی، سردار صاحب!

سردار شہاب الدین خان:جناب سپیکر!وزیر قانون نے بڑی اچھی گفتگو کی ہے۔ معززوزیر قانون نے پاکستان پیپلز پارٹی، پاکستان مسلم لیگ(ق)اور independent members کے ساتھ وزیراعلیٰ کی آج سے دوسال پہلے میٹنگ کروائی۔ایک نوٹیفکیشن ہوا جس پر کمیٹی بنی، ہم سے ڈویلپمنٹ سکیمیں مانگی گئیں اور وہ ہم نے سیکرٹری لوکل گورنمنٹ کو دیں۔اس میٹنگ میں پی ٹی آئی شامل نہیں تھی لیکن ہم لوگ شامل تھے۔ بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑرہاہے کہ ایک صوبے کاوزیراعلیٰ، خادمِ اعلیٰ اگر اپنی commitment کو honour نہ کرے توپھر میں کیا کہوں؟(شیم، شیم)

جناب سپیکر:جب آپ ممبران بات نہیں سننا چاہتے تو میں کیا کروں۔(شوروغل)

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر!لاء منسٹر یہاں موجود ہیں۔ ہمیں ڈویلپمنٹ سکیمیں نہیں چاہئیں۔۔۔(قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "گونواز گو"کی نعرے بازی)

MR SPEAKER: Order please, order please.

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "روعمران رو"کی نعرے بازی)

قائد حزب اختلاف(میاں محمودالرشید):جناب سپیکر!ہمیں سکیمیں نہیں چاہئیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں اپوزیشن کی طرف سے کہتا ہوں کہ ہمیں سکیمیں نہیں چاہئیں۔ (قطع کلامیاں)

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: مہربانی، تشریف رکھیں۔ اب ملک محمد حنیف مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنی رپورٹ ایوان میں پیش کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ ذرا ٹھہریں اور انہیں اپنی رپورٹ پیش کرنے دیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ماحول کو بہتر کرنے کے لئے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، رپورٹ پیش ہونے دیں۔

رپورٹیں
(جو پیش ہوئیں)

مسودہ قانون فورٹ منرو ڈویلپمنٹ اتھارٹی 2015 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

ملک محمد حنیف اعوان: جناب سپیکر! میں

The Fort Monroe Development Authority Bill 2015 (Bill No.2 of 2016)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب سپیکر: جی، رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔اب اگلی جناب شوکت علی لالیکا مجلس قائمہ برائے اریگیشن اینڈ پاور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ ایوان میں پیش کریں۔

مسودہ قانون فلڈ لینڈ ریگولیشن پنجاب 2015 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے اریگیشن اینڈ پاور کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

جناب شوکت علی لالیکا: شکریہ۔جناب سپیکر! میں

The Punjab Flood Land Regulation Bill 2015 (Bill No.50 of 2015)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے اریگیشن اینڈ پاور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب سپیکر: جی، رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔اب اگلی محترمہ گلناز شہزادی مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنا چاہتی ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹیں پیش کریں۔

مسودہ قانون شادی بیاہ کی تقریبات پنجاب 2016 اور مسودہ قانون (تیسری ترمیم) لوکل گورنمنٹ پنجاب 2016 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

محترمہ گلناز شہزادی: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں

The Punjab Marriage Functions Bill 2016 (Bill No.10 of 2016) and the Punjab Local Government (Third Amendment) Bill 2016 (Bill No.17 of 2016)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرتی ہوں۔

(رپورٹیں پیش ہوئیں)

جناب سپیکر: جی، رپورٹیں پیش کر دی گئی ہیں۔اب اگلی جناب ذوالفقار غوری مجلس قائمہ برائے لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) اینیمل سلاٹر کنٹرول پنجاب 2016 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

جناب ذوالفقار غوری: شکریہ۔جناب سپیکر! میں

The Punjab Animal Slaughter Control (Amendment) Bill 2016 (Bill No.15 of 2016)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب سپیکر: جی، رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔ جی، شاہ صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! شکریہ۔ گزارش یہ ہے کہ ---

جناب سپیکر: ابھی پری بجٹ پر بحث بھی ہونی ہے جس کے لئے میرے پاس کچھ نام بھی آ گئے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی---

جناب سپیکر: اچھے ماحول کی بات ہو رہی تھی جس میں تلخی آ گئی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ہمارے تین معزز ممبران نے ابھی اظہار خیال کیا ہے جس میں ہمارے وزیر قانون و پارلیمانی امور رانا ثناء اللہ خان، ہمارے قائد حزب اختلاف میاں محمود الرشید اور سردار شہاب الدین خان نے جو باتیں کی ہیں ان میں کچھ حقائق ہیں۔ اس

کے بعد بات کو بڑھانے کے لئے تھوڑی سی ٹانٹ بازی ہوتی ہے جس کے نتیجے میں ماحول خرابی کی طرف چلا جاتا ہے۔

جناب سپیکر! جس میٹنگ کا سردار شہاب الدین خان نے تذکرہ کیا تھا میں بھی اس میٹنگ میں موجود تھا اور اس کے اندر ایک modus operandi طے بھی ہو گیا تھا لیکن اس پر عملدرآمد نہیں ہوا جس کے نتیجے میں ہم سب نے یہی سمجھا کہ جس میٹنگ میں ہم چلے گئے تھے وہاں میاں محمد شہباز شریف تشریف لائے تھے، وہ بھی futile گئی اور اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا جس کے نتیجے میں میاں محمود الرشید اور ان کی پارٹی کے لوگوں نے بجا طور پر اس کو ascertain کیا کہ دیکھیں کہ ہم نہیں گئے تو کچھ نہیں ہوا اور آپ لوگ مل بھی آئے تو اس کا بھی کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں اس طرح کا جو معاملہ ---

جناب سپیکر: آپ کا نتیجہ تو ضرور اچھا نکلا ہو گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ disparity ہے اور یہ گزارش ہے کہ آپ چونکہ ہمارے ایوان کے custodian ہیں۔ آپ پر سب کو اعتماد ہے ---

جناب سپیکر: نہیں، آپ ادھر بیٹھ کر آپس میں بات کریں ناں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں یہ تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ تمام پارلیمانی پارٹیوں کے لیڈروں، رانا ثناء اللہ صاحب جو قائد ایوان کو represent کرتے ہیں، کو آپ اپنے پاس سب کو بلالیں۔ وہاں بیٹھ کر اس کے اندر کوئی positive development کر کے کچھ چیزیں آپ طے کروا دیں جو کہ اس ایوان کے لئے بہتر ہو گا اور کسی بہتری کی طرف معاملہ چلنا شروع ہو جائے گا۔ اپوزیشن کی طرف سے یہ بجا شکایات ہیں کہ ان کے ہارے ہوئے لوگوں کی طرف اس طرح جو چیزیں refer ہوتی ہیں اور وہ letter جس کا ابھی میاں محمود الرشید نے حوالہ دیا ہے، میرے پاس بھی موجود ہے جس میں ایم پی اے صاحبان کو کہا گیا ہے کہ وہ سکیمیں جمع کروائیں۔ میں یہ عرض کروں گا کہ یہ ایسی چیز ہے جسے resolve ہونا چاہئے۔ جب ایوان میں گرما گرمی ہوتی ہے، آپ ماشاء اللہ سپیکر ہیں اور ہم سب آپ پر اعتماد کرتے ہیں کیونکہ آپ ہمارے custodian ہیں تو آپ ہم سب کو اپنے پاس بلالیں۔ بیٹھ کر اس کا آپ کوئی solution نکال لیں۔ یہ آپ کے اختیار میں ہے، آپ یہ کر سکتے ہیں اور اسے کر لیں گے تو یہ سب کے لئے بہتر ہو گا۔ اس حوالے سے آپ کو اس کا یقیناً اجر بھی ملے گا۔

جناب سپیکر: اللہ بہتر کرے گا۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! ہم اس تجویز کی حمایت کرتے ہیں کیونکہ یہ بڑی ضروری بات ہے کہ اپوزیشن کو بھی accommodate ہونا چاہئے اور اپوزیشن کو بھی ساتھ لانے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی، آپ نے اچھی بات کر دی ہے۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! میں چاہتا ہوں کہ اس بات کو لڑائی جھگڑے کی طرف لے کر جانے کی بجائے صلح صفائی سے حل کرنا چاہئے اور ہم اس تجویز کی حمایت کرتے ہیں۔

بحث

پری بجٹ بحث

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: کل پری بجٹ بحث شروع ہوئی تھی لیکن اس دوران کچھ معاملات الٹ پلٹ ہو گئے جس کی وجہ سے معاملہ خراب ہوا۔ میرے پاس بحث کے لئے سردار شہاب الدین خان، جناب احمد شاہ کھگہ، قاضی احمد سعید کے نام آئے ہیں۔ قائد حزب اختلاف میاں محمود الرشید پری بجٹ بحث میں آج اگر بات کرنا چاہتے ہیں تو میرا خیال ہے کہ آپ پہلے بات کر لیں مگر وقت بہت تھوڑا ہے کیونکہ آج 12:30 بجے تک کا وقت ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پندرہ منٹ تو بہت تھوڑا وقت ہے کیونکہ مجھے تو کم از کم ایک ڈیڑھ گھنٹہ وقت چاہئے۔

جناب سپیکر: اگر آپ پندرہ منٹ میں بات کرنا چاہتے ہیں تو کر لیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پری بجٹ کے حوالے سے میں تجاویز دوں گا اور facts & figures سامنے لاؤں گا۔

جناب سپیکر: آپ کب speech کرنا چاہتے ہیں؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! Monday کا رکھ لیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ سردار شہاب الدین خان! آپ بات کر لیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں تو یہ سوچ رہا تھا کہ ڈاکٹر سید وسیم اختر کی بات کے بعد ہمارے معزز وزیر قانون نے کوئی جواب دینا ہو۔ ہم سے pre-Budget speeches کروا کے ہماری تجاویز پر عملدرآمد نہیں ہو گا۔ چاہئے تو یہ تھا کہ معزز وزیر قانون یہاں on the floor of the House commitment کرتے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، ایسی بات نہ کریں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! ہم اس میں حصہ بھی لیتے اور تجاویز بھی دیتے۔ جب تین سالوں سے تجاویز پر عمل ہی نہیں ہوتا اور ہمیں پوچھا بھی نہیں جاتا تو ہم کیا تجاویز دیں؟ ڈاکٹر سید وسیم اختر نے بڑی اچھی گفتگو کی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ پھر ماضی میں جاتے ہیں اور مستقبل کا خیال نہیں کرتے۔ یہ کیا کر رہے ہیں؟

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! اگر Law Minister on the floor of the House commitment کریں کہ ہماری تجاویز پر عملدرآمد ہو گا تو ہم حصہ بھی لیں گے ورنہ۔۔۔

جناب سپیکر: جو بات کر دی ہے تو ہم بھی بات کریں گے اور انہوں نے suggest کیا ہے۔ جی، رانا محمد ارشد!

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ایاک نعبد وو ایاک نستعین۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ 16-2015 کے بجٹ میں اچھے points کو میں appreciate کروں گا اور جو further demand کی میں request کروں گا۔ پنجاب بھر کے سکولوں میں جو missing facilities تھیں بالخصوص جنوبی پنجاب جہاں سکولوں میں چار دیواریاں نہیں تھیں، جہاں پر بجلی کا issue تھا، drinking water کا issue تھا اور فرنیچر کا issue تھا تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ 9۔ ارب روپے جو missing facilities کے لئے رکھے تھے اس پر الحمد للہ 80 فیصد ڈویلپمنٹ ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر! پنجاب بھر کے 6 ہزار کے قریب ہائی سکولوں میں کمپیوٹر labs درکار تھیں، اس پر میں ضرور شکریہ ادا کروں گا کہ جو چند ایک ایسے سکول تھے جہاں پر کمپیوٹر labs نہیں تھیں تو وہاں پر کمپیوٹر labs مکمل ہوئیں۔ پنجاب کے آخری اضلاع just like رحیم یار خان، ڈی جی خان، اٹک یا

میانوالی میں تقریباً ایک لاکھ 30 ہزار کے قریب ایجوکیٹرز بھرتی ہوئے تھے، اس پر بھی میں بالکل مشکور ہوں کہ جو ٹیچرز آخری مراحل میں تھے وہ بھی الحمدللہ اپنی اپنی ڈیوٹی join کر چکے ہیں۔

جناب سپیکر! ایجوکیشن کو ہم نے بہتر کرنا ہے کیونکہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے قوم سے وعدہ کیا ہوا ہے جس پر عملدرآمد کی ترجیحات میں ہے کہ پنجاب میں پیدا ہونے والے بچے کو ہر لحاظ سے تعلیم دینی ہے۔ ایجوکیشن فاؤنڈیشن ڈیپارٹمنٹ میں 18 لاکھ سے زائد بچوں کو فری ایجوکیشن سکالرشپ دیئے جا رہے ہیں۔ تقریباً ایک لاکھ سے زائد بچوں کو انڈوومنٹ فنڈ جو الحمدللہ 09-2008 میں شروع کیا گیا جس کے تحت آج پنجاب بھر کے ہی نہیں بلکہ پاکستان اور پاکستان سے باہر بھی انٹرنیشنل یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں انہیں درخواست دیئے بغیر 35 سے 40 ہزار روپے ماہانہ دیئے جا رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ across the board تمام پاکستانی ذہین بچے اور بچیوں کو اعلیٰ تعلیم حاصل کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر! اس پر میں یہ عرض کروں گا کہ جو پہلی سے لے کر میٹرک تک ایجوکیشن فری کے لئے ہم books provide کر رہے ہیں ہمیں مزید اس کو بہتر کرنا ہے اور ہر گاؤں، یونین کونسل کے لیول پر بچیوں کا ایک ہائی سکول ہر صورت بنانا ہے، جہاں پر ہے بہت اچھا، جہاں نہیں ہیں میں یہ گزارش کروں گا کہ ہر یونین کونسل لیول پر بچیوں کے لئے ہائی سکول ہونا چاہئے۔ جیسے پنجاب بھر کے جو ہماری بچیوں کے ڈگری کالجز ہیں اگر لاہور میں وزیر اعلیٰ نے بسیں مہیا کیں تو الحمدللہ 100 کے قریب پورے پنجاب میں بسیں مہیا کی گئی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر تمام صوبوں کا comparison کیا جائے گا تو پنجاب میں جو ہماری بیٹیاں ہیں اُن کو اعلیٰ تعلیم حاصل کرنی ہے اُن کے لئے جو سہولت دی ہے اس میں مزید اضافہ ہمیں کرنا ہے، جو ہماری بچیوں کے گریجویٹ کالجز ہیں اُن کے لئے مزید بسیں رکھنی چاہئیں۔

جناب سپیکر! یہ میری گزارش ہو گی۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں جیسے ہیلتھ چیف منسٹر صاحب کی top priority میں ہے اور پنجاب بھر کے تقریباً 200 سے زائد basic health centres ہیں جو 24 گھنٹے کام کر رہے ہیں۔ دور دراز کے علاقے میں خواب تھا کہ کیسے ڈاکٹر وہاں پر آئیں گے لیکن الحمدللہ وہاں پر male and female کے لئے 24 گھنٹے gynae تک کی سہولت جو دی ہے یہ میں سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ کا ایک مثالی پروگرام ہے اور الحمدللہ پوری کامیابی سے رواں دواں ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ ہمارے جو ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال ہیں وہاں پر جو وزیر اعلیٰ کا پروگرام تھا جس طریقے سے ڈائیلسز کا انتظام کیا جا چکا ہے ہر غریب آدمی کو وہاں پر گردے صاف کروانے کی جو سہولت دی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس پر گزرتی ہے، جس کے ساتھ بیتتی ہے اُس کو ہی اندازہ ہوتا ہے یہ ایک مثالی اقدام ہے۔ ہمیں اس کو مزید بہتر کرنے کے لئے آپ کی وساطت سے میں اپنے ڈاکٹرز حضرات سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ دور دراز کے اضلاع میں بھی جانا پسند کریں دور دراز کے اضلاع میں وہ جاتے ہیں لیکن وہ اُس دلجمعی کے ساتھ کام نہیں کرتے جیسے وہ بڑے شہروں میں کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! اگر ہمارے ڈاکٹر صاحبان جن کا بہت بڑا درجہ ہے جو ہر حال میں ہمیں جہاں پر خدانخواستہ ہنگامی حالات ہوتے ہیں وہاں پر ڈاکٹر اپنا مثالی کردار ادا کرتے ہیں میں اُن کو appreciate بھی کرتا ہوں لیکن ہمیں دور دراز کے ہر اضلاع، ہر تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال اور جو بنیادی ہیلتھ سنٹر پر بھی جو ڈاکٹرز ہیں انہیں اپنی حاضری کو وہاں پر ensure کروانا چاہئے۔ آپ کا زمیندار کے لئے جو پروگرام ہے کیونکہ زمیندار ملک کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے عملی طور پر جس طرح ہمارے ایم پی ایز کی ڈیمانڈ بھی تھی جو پچھلے سال گنے کے ریٹ کا issue بنا تھا جو ریٹ 150 روپے فی من تھا 180 روپے فی من ڈیمانڈ تھی تو اُس پر وزیر اعلیٰ نے direction جاری کی اور الحمد للہ 180 روپے پر ہی عملدرآمد ہوا اور across the board تمام زمینداروں کو وہ payment ہوئیں اور اس پر بھی میں آپ کا مشکور ہوں کہ تقریباً 95,96 فیصد زمیندار کی وصولیاں ہو چکی ہیں اور جو باقی ہیں وہ بھی پائپ لائن میں ہیں۔ ہمیں زمیندار کو مزید facilitate کرنا ہے۔ زمیندار کو 10 روپے 35 پیسے کی per unit بجلی مہیا کی جا رہی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ زمیندار دن رات محنت کرتا ہے اس میں کوئی دو رائے نہیں ہے۔ پنجاب کے اندر جس طرح 1200 روپے گندم کا ریٹ تھا الحمد للہ وزیر اعلیٰ نے direction جاری کر کے گندم کا ریٹ 1300 روپے کیا اور زمیندار کو بنک کے ذریعے direct payment دی جا رہی ہے اس میں مڈل مین کا کردار تھا اُس کو ختم کر دیا گیا ہے ہمیں اس میں مزید اصلاح کی ضرورت ہے۔ زمیندار کی جتنی گندم ہے اُس میں ہم نے مزید ریلیف دینا ہے اُس کے لئے ہمیں میکنیزم کو مزید بہتر کرنا ہے۔ میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ الحمد للہ جیسے پورے پنجاب میں ہی نہیں پورے پاکستان میں پٹرولیم مصنوعات میں کمی ہوئی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: Time is over now بڑی مہربانی۔ جی، جناب محمد آصف باجوہ!

جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ میرا تعلق حلقہ پی پی۔130 سے ہے جو کہ پنجاب کی ایک بہت بڑی تحصیل ہے۔ زرعی تحصیل ہونے کے ساتھ ساتھ اُس میں بہت زیادہ انڈسٹری بھی موجود ہے۔ سینکڑوں، ہزاروں کی تعداد سے چھوٹے چھوٹے کارخانے ہیں جس میں زرعی آلات، آٹو پارٹس کی صنعت ہے اور اُس آٹو پارٹس کے علاوہ وہاں پر سرجیکل کی صنعت بھی ہے لیکن وہاں پر تحصیل ڈسکہ میں کوئی ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ نہیں ہے تو میری گزارش ہے کہ آئندہ 16-2015 ADP میں جو ڈسکہ سٹی ہے اُس کے لئے ایک گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ تعمیر کر کے لوگوں کو skill فراہم کی جائے تاکہ اپنے ملک کی انڈسٹری کو ترقی دی جا سکے۔ اس کے علاوہ ڈسکہ میں قیام پاکستان سے لے کر آج تک وہاں پر کسی قسم کا کوئی سپورٹس کمپلیکس نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میری humble submission ہے کہ ڈسکہ کے لئے بجٹ میں ایک سپورٹس کمپلیکس کی proposal ہے اسے تعمیر کیا جائے تاکہ بچوں کے لئے کھیل اور غیر نصابی سرگرمیوں میں فروغ حاصل کیا جا سکے۔ اس کے علاوہ تحصیل ڈسکہ میں before Pakistan's partition ایک سول ہسپتال موجود ہے لیکن اُس میں صرف ایک آپریشن تھیٹر ہے، ایک آپریشن تھیٹر ہونے کی وجہ سے وہاں پر لوگوں کو دو دو، تین تین ماہ کا آپریشن کا وقت دیا جاتا ہے، جنرل سرجری کے لئے اور آئی سپیشلسٹ وہاں پر ہیں۔ اس کے علاوہ دوسری وارڈز ہیں اُس کے لئے صرف ایک آپریشن تھیٹر ہے۔

جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ تین چار ماہ کے بعد لوگوں کی باری آتی ہے۔ غریب لوگ ہیں، عوام کے لئے سول ہسپتال ڈسکہ میں مزید تین آپریشن تھیٹر کی تعمیر کی جانی بہت ضروری ہے۔ اس کے علاوہ چونکہ ڈسکہ سیالکوٹ گوجرانوالہ روڈ ایک مین روڈ ہے آئے دن حادثات ہوتے ہیں، انڈسٹریل سٹی ہے وہاں پر آئے دن لوگ مضروب ہوتے ہیں، وہاں پر بڑے بڑے severe قسم کے ایکسڈنٹ ہوتے ہیں کوئی trauma centre نہیں ہے۔ سول ہسپتال ڈسکہ جو کہ گزشتہ دس سالوں سے ہر سال کوئی نہ کوئی proposal trauma centre کے لئے آتی ہے، ہر سال بجٹ میں اُس کا نام آتا ہے اور لکھا جاتا ہے لیکن آج تک trauma centre کی تعمیر نہیں کی جا سکی۔

جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ سول ہسپتال ڈسکہ میں trauma centre کی تعمیر کی جائے چونکہ یہ پنجاب کی ایک بہت بڑی تحصیل ہے وہاں پر سول ہسپتال میں بچوں کے لئے ایک وارڈ تک نہیں ہے اور جتنے وہاں پر outdoor patient ہیں اتنے تو سول ہسپتال ڈسٹرکٹ سیالکوٹ میں بھی outdoor patient نہیں ہیں۔ ڈسکہ سول ہسپتال میں تاریخ گواہ ہے کہ بہت زیادہ outdoor patient ہیں لیکن کوئی بھی چلڈرن وارڈ نہیں ہے، specially ایک چلڈرن وارڈ کا قیام کیا جانا بہت ضروری ہے۔ پانی کی حالت آج تک بہت خراب ہے جس کی وجہ سے وہاں پر ہیپاٹائٹس بی اور سی کے بے پناہ patients ہیں، اس سے لوگوں کے گردے خراب ہو رہے ہیں اور اُن لوگوں کو ڈائیلسز کی کوئی سہولت میسر نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میری humble request ہے کہ ڈائیلسز کے لئے ڈائیلسز سنٹر تعمیر کیا جائے۔ میرے حلقے میں ڈسکہ سٹی ہے اور اُس میں 82 دیہات ہیں کسی دیہات میں کوئی واٹر فلٹریشن پلانٹ نہیں ہے اور سٹی میں 30 وارڈز ہیں۔ میونسپل کمیٹی میں جو واٹر فلٹریشن پلانٹ لگے ہوئے ہیں وہ خراب ہو چکے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ وہاں پر ہر وارڈز اور یونین کونسلز میں نئے واٹر فلٹریشن پلانٹ لگائے جائیں۔ ڈسکہ میں سیوریج کا نظام بوسیدہ ہے اس لئے یونس آباد اور گاگا میں اور ڈسکہ کلاں میں ایک ایک ڈسپوزل سٹیشن تعمیر کیا جائے۔ حلقہ پی پی۔130 میں 9 یونین کونسل اور 82 گاؤں ہیں اور ڈسکہ سٹی 30 وارڈز پر مشتمل ہے۔ ہر یونین کونسل میں گلیوں اور نالیوں کی حالت انتہائی خراب ہے ہر یونین کونسل میں کم از کم ایک کروڑ روپے اور ہر وارڈز میں ایک کروڑ روپے کے فنڈز جاری کئے جائیں ترقیاتی کاموں کے لئے گلیوں اور نالیوں میں ٹف ٹائل لگوانے کے لئے جاری کئے جائیں۔ بوائز ڈگری کالج کی باؤنڈری وال نہ ہے اور ہاکی گراونڈ کا لیول 3 فٹ ڈاؤن ہے اس کا لیول اپ کیا جائے اس سے کھیل کو فروغ ملے گا۔ ڈسکہ سٹی میں صرف ایک گرلز کالج ہے مزید ایک گرلز کالج بنایا جائے۔ ڈسکہ میں آج تک کوئی رہائشی سکیم نہ بنائی گئی ہے آشیانہ ہاؤسنگ طرز کی سکیم متوسط اور غریب طبقہ بے گھر لوگوں کے لئے بنائی جائے۔ ویلج آدم کے چیمہ، ویلج مترانوالی، ویلج تلہاڑہ، ویلج گلوٹیاں کلاں میں گرلز کالج بنائے جائیں تاکہ بچیاں تعلیم حاصل کر سکیں۔ ڈسکہ کا علاقہ ایک سیلابی اور بارشوں کے پانی کے نکاس کے لئے ویلج کوٹلی خانوں، ویلج ملیانوالہ، ویلج کوٹلی کپتہ، ویلج راجہ گھمان میں in-lets بنائے جائیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ڈسکہ کے پانی کے نکاس کے لئے چوک چیمہ متیال ڈسکہ سے لے کر نہر کے جنوبی کنارے کے ساتھ ساتھ ایک سیم نالی بنائی جائے تاکہ راجہ گھمان والی سیم نالی میں پانی ڈالا جاسکے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ برسات میں نالہ Aik سے آنے والے سیلابی پانی سے شہر اور گردونواح کے گاؤں بمبانوالہ، آدم کے چیمہ، متر انوالی کی اراضی کو بچانے کے لئے آدم کے چیمہ سے لے کر ملیانوالہ سائفن تک ایک سیم نالی بنائی جائے تاکہ زرعی اراضی کو بچایا جاسکے۔ پی پی-130 میں سڑکوں کی حالت انتہائی خراب ہے مندرجہ ذیل سڑکوں کی تعمیر و مرمت کی جائے۔

1۔ سڑک جو کہ نندی پور سے گوئند تک آتی ہے۔
2۔ سڑک جو کہ پل نہر جنڈو ساھی سے بھگڑیوالی آتی ہے۔
3۔ سڑک ویلج رنجبائی سے براستہ برج چیمہ گوئند کے تک جاتی ہے۔
4۔ سڑک گلوٹیاں موڑ سے براستہ برج آرائیاں پل نہر جنڈو ساھی۔
5۔ سڑک اڈا آدم کے چیمہ سے براستہ وسن کے شمہ چیمہ اور بھلر تک۔
6۔ سڑک جو کہ سوھاون سٹاپ ڈسکہ سے ویلج لودھے تک جاتی ہے۔
7۔ سڑک جو متر انوالی سے رچنا یونیورسٹی تک جاتی ہے۔
8۔ سڑک جو بھاڑیوالہ سے ویلج جوڈہ تک جاتی ہے اور مندرجہ ذیل نئی سڑکیں بنائی جائیں۔

1۔ اوٹھیاں چیک پوسٹ سے براستہ بھڈوکے، گلوٹیاں کلاں صابو سرا پل نہر راجہ گھمان تک۔
2۔ ایک سڑک ھیڈ بمبانوالہ سے نندی پور تک نہر کی مشرقی پٹڑی تعمیر نئے سرے سے تاکہ کھیت سے منڈی تک رسائی ہو carpeted road بنائی جائے۔ جنرل بس سٹینڈ ڈسکہ کو شہر سے باہر منتقل کیا جائے۔ ڈسکہ سٹی کے اندر لاری اڈا سے بوائز ڈگری کالج سٹاپ جرسی بیریئر ختم کر کے گرین بیلٹ بنائی جائے۔ ڈسکہ میں میونسپل کمیٹی کی اپنی کوئی عمارت نہ ہے گزارش ہے کہ میونسپل کمیٹی کی اپنی بلڈنگ کے لئے فنڈز مختص کئے جائیں تاکہ نئے بلدیاتی نظام کو کامیابی سے چلایا جاسکے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، آج کے اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے لہٰذا اب اجلاس بروز سوموار مورخہ 4۔ اپریل دوپہر 2:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔